تبوک 1389ہش، اکتوبر 2010ء
جلد 51 | شمارہ 10 | 2010

خطاب سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع اجتماع انصاراللہ یوکے
سیرۃ حضرت خلیفة المسیح الاوّل
خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
معراج موسوی
شذرات
اخبار مجالس

انصاراللہ

2010-1960

ایڈیٹر
محمد محمود طاہر

ماھنامہ ’’ انصار اللہ ‘‘ کی اشاعت کے آغاز پر
صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا پیغام

ماہنامہ انصار اللّٰہ اور انصار

ماہنامہ ’’انصار اللہ‘‘ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے اس کا بنیادی مقصد تربیت نفس کا فریضہ ادا کرنے میں انصار کی مدد کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے اسی مقصد کو سامنے رکھ کر اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے رسولوں کے فرائض میں سے ایک فرض یہ بھی قرار دیتا ہے کہ یزکیھم ۔رسول لوگوں کے دلوں کو پاک اور صاف کرتے ہیں تا کہ ان پر انوار الٰہی نازل ہوں۔

پس اپنے نفس کی تربیت ،اہل و عیال کی تربیت، ہمسایوں اور محلّہ کی تربیت، اپنے شہر اور ملک کی تربیت، تمام بنی نوع انسان اور کل دنیا کی تربیت ایک اہم فرض ہے۔ جو ہم پر عائد ہوتا ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر انصار کا ترجمان ’’انصار اللہ‘‘ کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ نہ صرف مجالس انصار اللہ بلکہ ہر رکن انصار اللہ اس کا خریدار بنے گا اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرے گا۔و باللّٰہ التوفیق

مرزا ناصر احمد
صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ
25/ اکتوبر 1960ء

(ماہنامہ انصار اللہ اکتوبر 1960ء)

احمدی انصار کی تعلیم وتربیت کیلئے

ماہنامہ

انصاراللہ

ایڈیٹر: محمد محمود طاہر

اخوت 1389 ہش اکتوبر 2010ء

جلد ---------- 51

شمارہ ---------- 08

فون نمبر 047-6212982 فیکس 047-6214631

ای میل ansarullahpakistan@gmail.com

نائبین

☆ ریاض محمود باجوہ

☆ محمود احمد اشرف

☆ مبشر احمد خالد

پبلشر: عبدالمنان کوثر

پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ:

فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ

دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ)

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان

سالانہ........................150 روپے

قیمت فی پرچہ...............15 روپے

اس شمارہ میں

اشاعت خصوصی

اداریہ 2

القرآن والحدیث 3

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ 4

عربی، فارسی، اردو منظوم کلام 5-7

انصاراللہ کی اشاعت کے 50 سال پر حضور انور کا خصوصی پیغام 8-9

انصاراللہ کی اشاعت اول پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام 10-11

انصاراللہ کی اشاعت کے 50 سال پر صدر مجلس کا پیغام 12

انصاراللہ کا پہلا اداریہ (مسعود احمد خان صاحب دہلوی) 13-15

حضرت مسیح موعودؑ کا علم کلام اور اس کے اثرات (ریاض محمود باجوہ) 16-19

مجلس انصاراللہ کی مختصر تاریخ (ڈاکٹر سلطان احمد مبشر) 20-27

تاریخ ماہنامہ انصاراللہ (محمد محمود طاہر) 28-33

مدیران انصاراللہ کا تعارف (مبشر احمد خالد) 34-37

جلسہ خلافت جوبلی ولوائے احمدیت (صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ) 37-49

شذرات 50-53

اخبار مجالس 54-56

اداریہ

ماہنامہ انصاراللہ کے پچاس سال

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

حضرت مسیح موعودؑ نے آکر دنیا میں روحانی خزائن تقسیم کئے جو کہ دنیا کی نظروں سے اوجھل تھے۔ حقائق ومعارف کے موتی لوگوں کو نکال کر دیئے تا وہ سچے خدا، سچے رسول، سچے دین اور سچی کتاب کو پہچان سکیں۔ آپ نے اپنے قلمی جہاد سے مخالفین دین کو شکست فاش دی اور آپ کے جدید علم کلام نے مذہبی دنیا میں عالمی اثرات مرتب کئے۔ آپ کے قلمی جہاد اور علم کلام کو لے کر جماعت احمدیہ دنیا میں دین کا علم بلند کرنے میں مصروف ہے۔ جماعتی اخبارات ورسائل اس جہاد میں حضرت مسیح موعودؑ کے دست بازو کا کام کررہے ہیں۔ جیسا کہ آپؑ نے اپنے زمانہ کے دونوں اخبارات یعنی ''الحکم'' اور ''البدر'' کو اپنے دو بازو قرار دیا تھا۔

تنظیم انصاراللہ نے اپنی تعلیمی، تربیتی، روحانی اور تنظیمی ضرورتوں کے پیش نظر اپنے رسالہ کو جاری کیا جس کا نام انصاراللہ رکھا گیا۔ نومبر 1960ء میں اس کا اجراء ہوا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اشاعت کو پچاس سال پورے ہو گئے ہیں۔ نصف صدی کے اس سفر میں ماہنامہ انصاراللہ نے اپنی تنظیم کے اراکین کی علمی، تعلیمی اور روحانی پیاس بجھانے اور تنظیمی سرگرمیوں کی تاریخی حفاظت کا اہم فریضہ ادا کیا ہے اور اب بھی کررہا ہے۔ جہاں ماہنامہ نے تنظیمی سرگرمیوں کا ریکارڈ محفوظ کیا ہے وہاں اہم علمی، تحقیقی اور اخلاقی مضامین کی اشاعت سے احباب جماعت کو مستفیض کیا ہے۔ اہم مواقع پر خصوصی اشاعت کے ذریعہ ان مواقع کی اہمیت کو نہ صرف اجاگر کیا بلکہ ٹھوس علمی مواد کو بھی مہیا کیا۔ نصف صدی کے اس عرصہ میں ماہنامہ انصاراللہ کی خدمت کرنے والوں کا مختصر تذکرہ علیحدہ مضامین کی صورت میں بھی کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ادارتی، انتظامی اور قلمی معاونت کرنے والے تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ماہنامہ انصاراللہ کے معیار کو بلند سے بلند کرنے کی توفیق دے اور اس رسالے کے حقیقی مقاصد کو حاصل کرنے کی سعی میں برکت ڈال دے۔ آمین

ہماری خوش قسمتی ہے کہ رسالہ کی اشاعت کے پچاس سال پورے ہونے پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں خصوصی پیغام عطا فرمایا ہے جو اس رسالہ کی زینت ہے۔ جس میں حضور انور نے انصار بھائیوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت حقہ احمدیہ سے چمٹے رہنے اور اپنی ہر حرکت وسکون کو خلیفہ وقت کے تابع رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

القرآن

صحیفوں کی اشاعت

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ۝٢ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝٣
وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝٤ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ۝٥ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝٦
وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝٧ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ۝٨ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ۝٩
وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝١٠ (التکویر:۲تا۱۱)

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اُونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی۔ اور جب وحشی اکٹھے کئے جائیں گے۔ اور جب سمندر پھاڑے جائیں گے۔ اور جب نفوس ملا دیئے جائیں گے۔ اور جب زندہ درگور کی جانے والی (اپنے بارہ میں) پوچھی جائے گی۔ (کہ) آخر کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی ہے؟ اور جب صحیفے نشر کئے جائیں گے۔

☆☆☆

الحدیث

وہ خزانے بانٹے گا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَنْزِلَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ حَکَماً مُقْسِطاً وَ اِمَامًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَ یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَ یَضَعُ الْجِزْیَۃَ وَ یَفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہُ اَحَدٌ۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، حدیث نمبر ۴۰۷۸)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک عیسیٰ بن مریم جو منصف مزاج حاکم اور امام عادل ہوں گے مبعوث ہو کر نہیں آتے قیامت نہیں آئے گی۔ (جب وہ مبعوث ہوں گے تو) وہ صلیب کو توڑیں گے خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کے دستور کو ختم کریں گے اور ایسا مال تقسیم کریں گے جسے لوگ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

نشانات کا ظہور

حضرت مسیح موعودؑ اپنے بارہ میں ظاہر ہونے والے بعض نشانات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

چوتھا نشان:۔ ایک نئی سواری کا نکلنا ہے جو مسیح موعود کے ظہور کی خاص نشانی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں لکھا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکویر:۵) یعنی آخری زمانہ وہ ہے جب اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ اور ایسا ہی حدیث مسلم میں ہے و لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا. یعنی اس زمانہ میں اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی اور کوئی اُن پر سفر نہیں کرے گا۔ ایامِ حج میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اونٹنیوں پر سفر ہوتا ہے۔ اب وہ دن بہت قریب ہے کہ اس سفر کے لئے ریل تیار ہو جائے گی تب اس سفر پر یہ صادق آئے گا کہ لیترکن القلاص فلا یسعٰی علیھا.

چھٹا نشان:۔ کتابوں اور نوشتوں کا بکثرت شائع ہونا جیسا کہ آیت وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر:۱۱) سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ بباعث چھاپہ کی کلوں کے جس قدر اس زمانہ میں کثرت اشاعت کتابوں کی ہوئی ہے اِس کے بیان کی ضرورت نہیں۔

ساتواں نشان:۔ کثرت سے نہریں جاری کئے جانا جیسا کہ آیت وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ (الانفطار:۴) سے ظاہر ہوتا ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ اس زمانہ میں اس کثرت سے نہریں جاری ہوئی ہیں جن کی کثرت سے دریا خشک ہوئے جاتے ہیں۔

آٹھواں نشان:۔ نوع انسان کے باہمی تعلقات کا بڑھنا اور ملاقاتوں کا طریق سہل ہو جانا ہے۔ جیسا کہ آیت وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ (التکویر:۸) سے ظاہر ہے سو بذریعہ ریل اور تار کے یہ امر ایسا ظہور میں آیا ہے کہ گویا دنیا بدل گئی ہے۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد۲۲ صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶)

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

عربی منظوم کلام

عِلْمِیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ ذِی الْاٰلاءِ

عِلْمِیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ ذِی الْاٰلاءِ
بِاللّٰہِ حُزْتُ الْفَضْلَ لا بِدَھَاءِ

میرا علم خدائے رحمان کی طرف سے ہے جو نعمتوں والا ہے۔ میں نے خدا کے ذریعہ فضلِ الٰہی کو حاصل کیا ہے نہ کہ عقل کے ذریعہ

کَیْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰی مَدَارِجِ شُکْرِہٖ
نُثْنِیْ عَلَیْہِ وَلَیْسَ حَوْلُ ثَنَاءِ

ہم اس کے شکر کی منزلوں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں کہ ہم اس کی ثنا کرتے ہیں اور ثناء کی طاقت نہیں

اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَکَافِلُ اَمْرِنَا
فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْدَ فَنَاءِ

خدا ہمارا مولیٰ ہے اور ہمارے کام کا متکفل ہے اس دنیا میں بھی اور فنا کے بعد بھی

لَوْلَا عِنَایَتُہٗ بِزَمَنِ تَطَلُّبِیْ
کَادَتْ تُعَفِّیْنِیْ سُیُوْلُ بُکَاءِ

اگر میری جستجوئے پیہم کے دور میں اس کی عنایت نہ ہوتی تو قریب تھا کہ آہ و زاری کے سیلاب مجھے نابود کر دیتے

بُشْرٰی لَنَا اِنَّا وَجَدْنَا مُوْنِسًا
رَبًّا رَّحِیْمًا کَاشِفَ الْغَمَّاءِ

ہمارے لئے خوشخبری ہے کہ ہم نے مونس غم خوار پالیا ہے جو ربّ و رحیم ہے اور غم و مصیبت کا دور کرنے والا ہے

اُعْطِیْتُ مِنْ اِلْفٍ مَعَارِفَ لُبَّھَا
اُنْزِلْتُ مِنْ حِبٍّ بِدَارِ ضِیَاءِ

مجھے محبوب کی طرف سے معارف کا مغز عطاء کیا گیا ہے اور میں اپنے محبوب کی طرف سے روشنی کی جگہ میں اتارا گیا ہوں

(القصائدالاحمدیہ مترجم جدید ایڈیشن صفحہ 2-281)

فارسی اردو کلام

در دلم جوشد ثنائے سرورے

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے

میرے دل میں اُس سردار کی تعریف جوش مار رہی ہے جو خوبی میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا

آنکہ جانش عاشقِ یارِ ازل
آنکہ روحش واصلِ آں دلبرے

وہ جس کی جان خدائے ازلی کی عاشق ہے وہ جس کی روح اُس دلبر میں واصل ہے

آنکہ مجذوبِ عنایاتِ حق است
ہمچو طفلے پروریدہ در برے

وہ جو خدا کی مہربانیوں سے اُس کی طرف کھینچا گیا ہے اور خدا کی گود میں ایک بچہ کی مانند پلا ہے

آنکہ در برّ و کرم بحرِ عظیم
آنکہ در لُطفِ اتم یکتا دُرے

وہ جو نیکی اور بزرگی میں ایک بحرِ عظیم ہے اور کمال خوبی میں ایک نایاب موتی ہے

آنکہ در جود و سخا ابرِ بہار
آنکہ در فیض و عطا یک خاورے

وہ جو بخشش اور سخاوت میں ابرِ بہار ہے اور فیض و عطا میں ایک سورج ہے

(درثمین فارسی مترجم صفحہ 15)

☆☆☆☆

اردو منظوم کلام

اتمام حجت

نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اِک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے

یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنے والی ہے

تیرے مکروں سے اے جاہل! مرا نقصاں نہیں ہر گز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنے والی ہے

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے

بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تو نے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنے والی ہے

خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا
سنو اے منکرو! اب یہ کرامت آنے والی ہے

خدا ظاہر کرے گا اک نشاں پُر رُعب و پُر ہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنے والی ہے

خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
مری خاطر خدا سے یہ علامت آنے والی ہے

(درثمین اردو صفحہ:۹۴)

☆☆☆☆☆☆

ماھنامہ انصار اللہ کے ۵۰ سال ھونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا پیغام

ممبران انصاراللہ کو قیام نماز مطالعہ کتب مالی قربانی اور استحکام خلافت کے لئے نصائح

آپ کی ہر حرکت و سکون خلیفہ وقت کے تابع ہونی چاہئے

لندن

30/09/10 پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصاراللہ پاکستان ماہنامہ "انصاراللہ" کی اشاعت کے پچاس سال پورا ہونے پر ایک خصوصی شمارہ شائع کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور قارئین پر اس کے نیک اثرات مرتب فرمائے۔ اس موقع پر میں آپ کو چند باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جماعت کی ذیلی تنظیموں کے نظام میں انصاراللہ کی تنظیم ایسی ہے جس کے ممبران اپنی اس عمر کو پہنچ جاتے ہیں جس میں انسان کو اپنی زندگی کے انجام کے آثار نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں اور بڑی تیزی سے اس انجام کی طرف قدم بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس انجام کا خوف اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور اس کا قرب چاہے۔ اس کا ایک ذریعہ نماز ہے جسے تمام عبادتوں میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ گزشتہ دنوں ہم رمضان کے مہینہ سے گزرے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ ان دنوں میں کمزوروں میں بھی ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی ہوگی اور نمازوں کی طرف ہر کسی نے توجہ دی ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے نماز کو عبادت کا مغز قرار دیا ہے۔ اس میں سب دعائیں آ جاتی ہیں۔ اگر کلمہ طیبہ (مومن) ہونے کا زبانی اقرار ہے تو نماز اس کی عملی تصویر ہے۔ پس میری پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے نیک نمونہ قائم کریں۔

دوسری بات قرآن کریم کی تلاوت، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ ہے۔ ہر مرتبہ پڑھنے سے نئے نئے معانی کھلتے ہیں۔ یہ مطالعہ جہاں آپ کو معرفت میں بڑھائے گا وہاں اس سے آپ کے

بچوں کے لئے بھی ایک نیک نمونہ قائم ہوگا اور آپ کا یہ علم دعوت الی اللہ کے میدان میں بھی آپ کا مددگار ثابت ہوگا۔

تیسری بات دین کی خاطر مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینا ہے ۔ میں نے صف دوم کے انصار کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ ہر مجلس کی سطح پر اس کے لئے کوشش ہونی چاہئے۔ اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دعائیں کی ہیں۔ اسی طرح دوسری مالی تحریکات بھی ہیں ان میں بھی حصہ لیں اور اس حوالے سے اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم انصاراللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں؟

انصاراللہ کا ایک اور اہم کام خلافت سے وابستگی اور اس کے استحکام کے لئے کوشش کرنا ہے۔ جماعت اور خلافت ایک وجود کی طرح ہیں۔ افراد جماعت اس کے اعضاء ہیں تو خلیفہ وقت دل و دماغ کے طور پر ہیں۔ کیا کبھی ایسا ممکن ہوا ہے کہ انسانی دماغ ہاتھ کو کوئی حکم دے اور ہاتھ اسے رد کر کے اپنی مرضی کے مطابق حرکت کرے۔ اگر آپ اس تعلق کو سمجھ جائیں اور اگر یہ سوچ ہر ایک میں پیدا ہو جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی فرد جماعت اپنے فیصلوں اور اپنے علمی نکتوں اور اپنے عملوں پر اصرار کرے۔ پس آپ کی ہر حرکت و سکون خلیفہ وقت کے تابع ہونی چاہئے۔

انصاراللہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کے عملی نمونے اور پاک تبدیلیاں دوسری تنظیموں اور افراد جماعت سے بڑھ کر ہونی چاہئیں۔ ہمارے بڑوں نے انصاراللہ ہونے کا حق ادا کیا اور بے نفس ہو کر دین کی خاطر قربانیاں کیں تو آج ہمارا بھی فرض ہے کہ جُہد مسلسل اور دعاؤں کے ساتھ اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے نیکی کے راستے ہموار کرتے چلے جائیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کو پلے باندھ لیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ: "بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیاں اس نہج پر چلانے والے ہوں۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

ماہنامہ انصار اللہ کی اشاعت کے آغاز پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام

”رسالہ انصار اللہ کا خیر مقدم“

مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک ماہوار رسالہ انصار اللہ کے نام سے جاری کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے جو مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہوگا۔ مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں اس رسالہ کے پہلے نمبر کے لئے کوئی پیغام لکھ کر ارسال کروں۔ پہلے تو میں حیران ہوا کہ جب کہ میں خود بھی انصار اللہ کا ممبر ہوں تو میری طرف سے کسی پیغام کے کیا معنی ہیں۔ لیکن پھر جب میں نے سوچا کہ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ لنفسك عليك حقٌ ”یعنی اے انسان تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔“ تو میں نے اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو تیار پایا۔

جیسا کہ اکثر ناظرین کو معلوم ہے کہ انصار اللہ کا لفظ خود قرآن مجید نے استعمال کیا ہے اور استعمال بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کے تعلق میں کیا ہے اس لئے اس لفظ کو ہماری جماعت کے ساتھ خاص نسبت ہے کیونکہ ہماری جماعت کے مقدس بانی کو مثیل مسیح ہونے کا خصوصی دعویٰ تھا۔ پس رسالہ انصار اللہ کے لئے میرا پیغام بھی انصار اللہ ہی کے لفظ میں مرکوز ہے۔ اس رسالہ کے ایڈیٹروں کو چاہئے کہ خود بھی انصار اللہ یعنی خدا کے مددگار بنیں اور رسالہ کے نامہ نگاروں کو بھی تلقین کریں کہ وہ اپنے تمام مضامین کو اسی مرکزی محور کے اردگرد چکر دیں۔ اس وقت دنیا نے موجودہ زمانہ کی مادی تہذیب و تمدن کے اثر کے ماتحت خدا کو گویا اکیلا چھوڑا ہوا ہے۔ انصار اللہ کو چاہئے کہ سب سے پہلے قرآن و حدیث کا مطالعہ کر کے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لٹریچر کو گہری نظر سے دیکھ کر خدا کا منشاء معلوم کریں کہ وہ اس زمانہ میں کیا چاہتا ہے۔ یعنی وہ کن خرابیوں کو مٹانا چاہتا ہے اور کن خوبیوں کو قائم کرنا چاہتا ہے اور پھر اس مطالعہ کے بعد اپنی تمام قوتوں اور تمام ذرائع کے ساتھ خدا کی خدمت میں لگ جائیں۔ اس کے بغیر نہ تو مجلس انصار اللہ حقیقی معنی میں انصار اللہ کہلا سکتی ہے اور نہ یہ رسالہ صحیح طور پر خدا تعالیٰ کا ناصر و مددگار سمجھا جا سکتا ہے۔

رسالہ انصار اللہ کے مضامین اعلیٰ درجہ کے علمی اور تحقیقی ہونے چاہئیں اور اس رسالہ کو اپنے بلند معیار سے ثابت کر

دینا چاہئے کہ حقیقتہً مذہب اور سائنس میں کوئی ٹکراؤ اور تضاد نہیں کیونکہ وہ دونوں ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ سچا مذہب خدا کا قول ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ دنیا پر نازل ہوا اور پھر آپؐ کے خادم اور (۔) حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اس نے اس زمانہ میں نئی روشنی پائی۔ اور سچی سائنس خدا کا فعل ہے جو خدا کی پیدا کی ہوئی نیچر کے پردوں میں مستور رہ کر زمانہ کی ضرورت کے مطابق ظاہر ہوتی رہتی ہے۔ اگر ان دونوں میں کوئی ٹکراؤ سمجھا جاتا ہے تو وہ یقیناً نظر کا دھوکا ہے یعنی یا تو کسی معاملہ میں مذہب کو ٹھیک طرح نہیں سمجھا گیا اور یا سائنس کی کسی تحقیق میں تحقیق کرنے والوں کو ٹھوکر لگی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور آپ سے تربیت یافتہ (رفقاء) کے لٹریچر نے اس نام نہاد تضاد کو بیشتر صورتوں میں صاف کر دیا ہے اور اگر کوئی ظاہری تضاد باقی ہے تو وہ بھی انشاء اللہ جلد صاف ہو جائے گا۔ رسالہ انصار اللہ کو اس کام میں خاص حصہ لینا چاہئے۔

یاد رکھو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لئے بڑے بڑے عظیم الشان کارنامے مقدر ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ خدا سے علم پا کر لکھا ہے کہ:۔

> **''میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمے سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاویگا۔''** (تجلیات الٰہیہ)

پس اے میرے عزیزو اور دوستو اور بزرگو یہی میرا پیغام ہے اور اسی مقصد و منتہاء کے لئے آپ سب کو کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین

خاکسار

مرزا بشیر احمد

حال لاہور

20/اکتوبر 1960ء

(ماہنامہ انصار اللہ نومبر 1960ء)

☆☆☆

ماہنامہ انصاراللہ کے پچاس سال ہونے پر صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کا پیغام

پیارے انصار بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ انصاراللہ کی تنظیم ہمیشہ خدمات کے مقام محمود تلاش کرتے ہوئے خلافت کی دست و بازو بن کر خلیفہء وقت کی کامل اطاعت کی توفیق پاتی رہی ہے۔ حتی المقدور یہی خدمت تنظیم کا ماہنامہ ترجمان ''انصاراللہ'' ادا کرتا چلا آیا ہے جس پر اس ماہ پچاس سال پورے ہو رہے ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالک۔ جماعت پر آنے والے ہر ابتلا میں رسالہ انصاراللہ خلیفۂ وقت کی آواز احباب جماعت تک پہنچانے میں واسطہ اور خلافت سے مربوط رکھنے کا عمدہ ذریعہ بنا رہا ہے۔ موجودہ پرخطر حالات میں بھی خدمت کا یہ سلسلہ جاری ہے اور ہماری اصل فکر یہ ہے کہ دین حق پر ہونے والے ناروا حملوں کا مداوا ہو جو کبھی قرآن کریم پر بے سروپا الزامات لگا کر جلانے کی مذموم کوشش اور مکروہ گستاخانہ خاکوں کی صورت ظاہر ہو رہے ہیں۔ ترجمان انصاراللہ کی دینی وقلمی خدمات کے اس تاریخی سنگ میل پر جہاں ہمارے دل خوش ہیں وہاں ایک نئے جذبہ وولولہ اور عزم و ہمت کے ساتھ یہ عہد تازہ کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ انشاءاللہ خلیفۂ وقت کی رہنمائی میں حرمتِ قرآن اور ناموسِ رسولؐ کی حفاظت کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے کہ اسی میں ہماری عین سعادت ہے۔

خدا کی دی ہوئی توفیق سے ماہنامہ انصاراللہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہا اور اپنے پہلے پچاس سالہ دور میں اس کی تعداد ایک ہزار سے بڑھ کر بارہ ہزار تک پہنچ چکی ہے تاہم اہل قلم کی معاونت میں تشنگی کا احساس شدت سے رہا ہے۔ ہمیں اپنی یہ ذمہ داری کبھی فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کو ''سلطان القلم'' بنا کر قلمی جہاد کا جھنڈا آپ کے سپرد کر یہ چاہا کہ اس زمانہ میں تلوار کا کام قلم سے لیا جائے آپ نے فرمایا ''اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمۂ (دین حق) میں کوشش کریں، مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں، دین متین کی خوبیاں دنیا میں پھیلا دیں''۔ (البدر 14 اگست 1903ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں ''اگر ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان کر دنیا میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے تو...... اپنے ماحول کو اس روشن تعلیم سے آگاہ کرنا ہوگا، اس تعلیم سے۔ اور اس پر عمل کرتے ہوئے ان لوگوں کے منہ بند کرنے ہوں گے جو (دین حق) پر اعتراض کرتے ہیں۔'' (الفضل انٹرنیشنل 28 مارچ 2008ء)

پس آج ضرورت ہے کہ سلطان القلم کے انصار آگے آئیں اور دین حق کے اظہار کے لئے اپنوں اور غیروں کے سامنے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت وشان ہر پہلو سے ثابت کر کے دکھائیں مخالفین کے اعتراضات کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیں اور اپنے اس رسالہ کے لئے اعلیٰ معیار کے علمی وتحقیقی مضامین لکھیں۔ اور جیسا کہ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ہمارا یہ سفر یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ہم نے قرآن شریف اور سیرت رسول ﷺ پر عمل کر کے دنیا کو پاک نمونے بھی مہیا کرنے ہیں کہ آج دین حق کو دنیا میں غالب کرنے کے ہتھیار یہیں۔ جن کے ذریعے ہماری آخری فتح مقدر ہے۔

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود نوید فتح نمایاں بنام ما باشد

یعنی ہمارا جھنڈا ہر سعادت مند کی پناہ ہوگا اور واضح فتح کی خوشخبری ہمارے نام لکھی جا چکی ہے خدا کرے کہ جلد ایسا ہو۔ آمین۔

☆☆☆ خاکسار حافظ مظفر احمد صدر مجلس انصاراللہ پاکستان ☆☆☆

ماہنامہ انصار اللہ کا پہلا اداریہ

﴿تحریر: محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی مدیر اوّل ماہنامہ انصار اللہ﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَ مُرۡسٰہَا

حرف آغاز

عوام کی نگاہ سے ہو تو اہل فکر اور اہل نظر کی نگاہ سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ دنیا بیسویں صدی کے نصف آخر میں ذہنی وفکری لحاظ سے ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے اور اقوام وملل کے افکار و خیالات اور میلانات و رجحانات میں ایک تغیر عظیم آ چکا ہے۔ بلند و پست، روا و ناروا، اور خوب و ناخوب سے متعلق زندگی کی قدار کچھ تو سرے سے بدل چکی ہیں اور کچھ برابر بدلتی چلی آ رہی ہے۔

زمانے کی اس نئی کروٹ کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ مغربی اقوام جو پہلے اپنے قدیم تعصبات کے باعث (دین حق) سے بے انتہا متنفر تھیں اور اس کا نام سننا بھی جنہیں گوارا نہ تھا اب انہی اقوام کا سمجھدار طبقہ دن بدن (دین) کی طرف مائل ہوتا جا رہا ہے۔ ایک طرف تو جماعت احمدیہ کی عظیم الشان (دعوت الی اللہ) مساعی کے نتیجے میں جن کا حلقہ بلاشبہ زمین کے کناروں تک وسیع ہے (دین حق) کے خلاف پھیلی ہوئی بے بنیاد غلط فہمیاں خاصی حد تک دور ہو چکی ہیں اور دوسری طرف مغرب کی لادینی تہذیب اور اس کے نتیجے میں پروان چڑھنے والی سراسر مادہ پرستانہ ذہنیت نے اہل مغرب کو تباہی کے کنارے لا کھڑا کیا ہے۔ سروں پر منڈلانے والی اس تباہی سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تگ ودو میں دیگر مساعی کے ساتھ ساتھ وہ اس بات پر مجبور ہو چکے ہیں کہ سراسر روحانی اور اخلاقی قدار پر مبنی (دین حق) کے پیش کردہ نظام حیات کا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ یہ وہ خاموش انقلاب ہے جو مغرب میں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اندر ہی اندر رفتہ رفتہ رونما ہو رہا ہے۔ اور جس کی جھلک وہاں کے اصحاب علم وفکر کی کتابوں اور ان کے سلسلہ ہائے مضامین میں نمایاں سے نمایاں تر ہوتی جا رہی ہے۔

اس وقت صورت یہ ہے کہ مغربی اقوام روحانی اقدار پر مبنی ایک نئے نظام حیات کی تلاش میں سرگرداں ہوتے ہوئے (دین حق) کی طرف زیادہ سے زیادہ راغب تو ہو رہی ہیں۔ لیکن ان کی یہ رغبت ہنوز علم الیقین کی حد سے گزر کر

عین الیقین اور حق الیقین کی حدود میں داخل نہیں ہوئی ہے۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے سامنے من حیث القوم (دین حق) کی پُر حکمت، بے مثل اور لازوال تعلیم کا کوئی ایسا جاذب اور پر اثر عملی نمونہ موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے ان پر یہ حقیقت پوری جامعیت کے ساتھ منکشف ہو سکے کہ فی الحقیقت یہ خوبصورت وخوش آئند تعلیم اس دور کے جدید تقاضوں کے پیش نظر قابل عمل بھی ہے۔یہی وجہ ہے کہ (دین حق) کی طرف غیر معمولی میلان پیدا ہو جانے کے باوجود ابھی تک وہ شکوک وشبہات اور بے یقینی ومتذبذب کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور ان کی طرف سے قبول حق کے سلسلہ میں وہ جرأت مندانہ اقدام ظہور میں نہیں آرہا جو عین الیقین اور حق الیقین کا لازمی اقتضاء ہوا کرتا ہے۔

ان حالات میں آج سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ (دین حق) کے پیش کردہ نظام حیات کا ایک ایسا مہتم بالشان عملی نمونہ پیش کیا جائے کہ جو مغرب میں بسنے والی حق کی متلاشی اور روحانیت کی پیاسی قوموں کو شکوک وشبہات اور بے یقینی ومتذبذب کی دلدل سے نکال سکے۔ظاہر ہے یہ نمونہ (دین حق) کیطرف منسوب ہونے والوں کی طرف سے ہی پیش ہونا چاہئے یہ تو ہونے سے رہا کہ غیر مسلم اس کا عملی نمونہ پیش کرنے کی فکر کریں۔پھر (اہل دین) میں سے بھی جماعت احمدیہ کے افراد کا بدرجہ اولیٰ یہ فرض ہے کہ وہ اپنی زندگیوں کو اس درجہ (دین حق) کے مطابق بنائیں کہ وہ نمایاں طور پر دنیا کو (دین حق) کی جیتی جاگتی تصویر نظر آنے لگیں۔

یہ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ جماعت کا ایک ایک فرد خالصۃً للہ (دینی) تعلیم کو اپنی زندگی میں اس طرح نافذ کرے کہ اس کی ہر حرکت اور ہر سکون (دین) کا آئینہ دار بن جائے۔حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ آپ تاریکی اور گمراہی کے اس دور میں اپنی قوت قدسی کی بدولت پاکباز اور متقی انسانوں کی ایک ایسی جماعت قائم کریں جو اپنے تعلق باللہ، محبت الٰہی، خشیت، تقویٰ اللہ، پاکیزگی نفس اور اخلاق فاضلہ کے نمایاں اوصاف کی وجہ سے دنیا کی ہدایت کے لئے روشن ستاروں کا کام دے سکیں۔اس میں کیا شک ہے کہ آپ نے اپنی قوت قدسیہ اور باطنی جذب وکشش کی بدولت اپنے ہر (رفیق) کو پتھر سے پارس بنا دیا۔آن کی آن میں سنگ ریزے ہیروں کی طرح دمکنے لگے اور خاک کے پتلے عالم بالا کی مخلوق بن کر تاریکی میں لپٹی ہوئی دنیا میں نور برسانے لگے۔یہ انہی کندن کی طرح چمکنے والی ہستیوں کی مجاہدانہ کوششوں کا ثمرہ ہے کہ آسمانی بشارتوں کے عین مطابق سیدنا حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی قیادت اور رہنمائی میں (دین حق) کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ رہا ہے، (دین حق) کے متعلق غلط فہمیاں دور ہو رہی ہیں اور (دین حق) کی طرف میلان کی ایک نئی رو چل پڑی ہے۔اب اس پاکباز اور خدائی جماعت کی نئی نسلوں کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد ہیں یہ فرض ہے کہ وہ (رفقاء) کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہی للّٰہیت، وہی خشیت، وہی تقویٰ، وہی محبت، وہی

فدائیت، وہی نفس کی پاکیزگی، وہی اخلاق فاضلہ اوران سب کا نچوڑ وہی روحانیت اپنے اندر پیدا کریں جو (رفقاء) کا طرہ امتیاز تھی تا وہ نہ صرف خود اپنی زندگی کے مقصد میں کامیاب ہوں اور ان کی عاقبت محمود ہو بلکہ روحانیت کی پیاسی اور حق کی متلاشی دنیا کو حق وصداقت سے بہرہ اندوز کرنے اور خود اپنی ہی طرح دوسروں کی بھی کایا پلٹنے کا موجب بنیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قوتِ قدسی اور جذب وکشش کے طفیل آپ کے (رفقاء) نے (دینی) تعلیم پر کماحقہ عمل کرتے ہوئے نصرت دین اور راہ خدا میں فدائیت کا جو نمونہ دکھایا تھا اُسی رُوح اور جذبے کو نئی نسلوں میں منتقل کرنے اور (دین حق) کو ان کی زندگیوں میں نافذ کرتے ہوئے ان میں بھی حق پر نثار ہونے کا ولولہ پیدا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت میں اطفال الاحمدیہ، ناصرات الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیمیں قائم فرمائی ہیں۔ چنانچہ اسی غرض کے ماتحت اب ماہنامہ ''انصار اللہ'' جس کا پہلا شمارہ قارئین کے ہاتھوں میں ہے جاری کیا گیا ہے یہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہوگا، اس میں انشاء اللہ ہم التزام کے ساتھ امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے روح پرور ملفوظات اور پر معارف تحریرات (نظم ونثر عربی، فارسی واُردو) شائع کرنے کا اہتمام کریں گے کہ جو جذب وتاثیر کے شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں جن کے بار بار کے مطالعہ سے دلوں کے زنگ دُھل کر سب کثافتیں دور ہوجاتی ہیں اور قلوب واذہان کی ایسی تطہیر ہوتی ہے کہ انسانوں کے سینے اور دماغ آسمانی نور سے منور ہوجاتے ہیں اور وہ دنیا میں زندگی بسر کرتے ہوئے عالم بالا کی مخلوق نظر آنے لگتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کے (رفقاء) کے حالات ان کے قبول حق کے واقعات، قربانی وایثار اور فدائیت کے نمونے اور ان کی ایمان افروز روایات بھی التزام کے ساتھ ہدیہ ناظرین کی جائیں گی تا ہمیں احساس ہو کہ ہم کیسے عظیم الشان اسلاف کی اولاد ہیں، ہمارا اصلی ورثہ کیا ہے اور اسے بحفاظت تمام نئی نسلوں کے اندر منتقل کرنے کے ضمن میں ہم پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ پھر تاریخ اسلام اور تاریخ احمدیت کے چیدہ چیدہ واقعات بھی قارئین کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ تا ایمان ویقین اور خدمت (دین) کے عزم صمیم کو ایک نئی پختگی اور نیا استحکام حاصل ہو۔ اسی طرح اہل علم اور اہل قلم اصحاب کے بلند پایہ علمی اور تربیتی مضامین سے ہر شمارے کو مزین کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ الغرض ہماری پوری کوشش ہوگی کہ ماہنامہ ''انصار اللہ'' کا ہر شمارہ **روحانی نعمتوں کا ایک خوان یغما** ثابت ہو۔

چنانچہ ہم بسم اللہ مجرھا و مُرسٰھا کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اس کا آغاز کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور ہمیں اس مقصد عظیم میں اپنے فضل سے کامیاب کرے اور ہماری اس سعی کو قبول فرماتے ہوئے اسے نصرت دین کا ایک مؤثر ذریعہ بنادے کیونکہ نصرت دین ہی ہم سب کی زندگی کا مقصد وحید اور نصب العین ہے۔ آمین یا ارحم الراحمین ☆ (ماہنامہ انصار اللہ نومبر 1960ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام اور اس کے غیر معمولی اثرات

مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب

(نوٹ: اس مضمون کی تیاری میں محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مورخ احمدیت کی تالیف "جدید علم کلام کے عالمی اثرات" سے استفادہ کیا گیا ہے۔)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزار ہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے۔ انتشار روحانیت اور نورانیت ہو کر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں۔ پس جو شخص الہام کی استعداد رکھتا ہے اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر اور غور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے اس کے تدبر اور سوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد اور پرستش میں لذت عطا کی جاتی ہے اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے اس کو استدلال اور اتمام حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے۔ اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشار روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد کے دل پر نازل ہوتی ہے۔" (ضرورت الامام روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 475,474)

جماعت احمدیہ کے قیام کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار کے ذریعہ پیشگوئی فرمائی کہ "خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا چاہا ہے...... وہ جیسا کہ اس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے۔ اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دیگا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی پھیلائیں گے اور.... برکات کے لئے بطور نمونہ ٹھہریں گے۔" (اشتہار 4 مارچ 1889ء)

کلمہ طیبہ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں کلمہ طیبہ کو ایک کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں:۔ "یہ عاجز تو محض اس غرض سے بھیجا گیا ہے کہ تا یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے تمام مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن لایا ہے اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے" (حجۃ الاسلام روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 53,52)

پاکستان کے مشہور قانون دان جناب اصغر علی گھرال صاحب ایڈووکیٹ اپنی تالیف "اسلام یا ملاازم" میں احمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "پاکستان کی عدالتوں میں ایسے بے شمار مقدمات چل رہے ہیں جن میں کلمہ طیبہ پڑھنے کلمہ کا

بیج لگانے .... کے الزامات میں گرفتاریاں ہوئیں اور "ثبوت جرم" کے بعد عدالتوں سے باقاعدہ سزائیں دی گئیں ہیں۔ اینٹی احمدیہ آرڈیننس .... کے نفاذ کے بعد سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے نصف درجن سابق جج صاحبان نے مشترکہ بیان میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ پاکستان میں سب کو اپنی پسند کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہونی چاہئے، انہوں نے کہا احمدیہ فرقہ یا کسی اور فرقہ کے افراد پر طریقہء عبادت اور کلمہ پڑھنے پر موجودہ پابندیاں ان حقوق کی شدید خلاف ورزی ہے جن کی ضمانت مملکت کے تمام شہریوں کو دی گئی ہے۔ نیز یہ بنیادی انسانی حقوق کے تصور کی بھی نفی ہے .... اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ الزام تو لگتا رہا کہ مسلمانوں نے زبردستی کافروں کو کلمہ پڑھوایا البتہ کلمہ پڑھنے والوں کو بنوک شمشیر اس سے باز رکھنے کی کوئی مثال پہلے نہیں ملتی۔" (اسلام یا ملا ازم صفحہ 146 تا 151)

کلمہ طیبہ کی عظمت وناموس کے لئے جماعت احمدیہ کی قربانیوں کا سلسلہ طویل بھی ہے اور ایمان افروز بھی جس سے چودہ سوسال قبل کا دور ایک بار پلٹ آیا۔

عصر حاضر کی ایجادات کی پیشگوئیاں : حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ مسیحیت مہدویت کے ابتدائی دور میں ہی یہ نظریہ پیش فرمایا تھا کہ قرآن کریم اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عہد حاضر کی ایجادات اور حالات کی نسبت پیشگوئیاں موجود ہیں۔ اس نظریہ نے دنیائے عرب کے علمی طبقہ کو بہت متاثر کیا اور انہوں نے تسلیم کیا کہ دور جدید کی ایجادات کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے اور آمد مہدی موعودؑ کے متعلق اکثر و بیشتر علامات پوری ہو چکی ہیں۔ اس سلسلہ میں عرب لٹریچر میں درج ذیل کتب بلند مقام رکھتی ہیں۔

☆نمبر 1۔ "مطابقة الاختراعات العصريه لما اخبر به سيد البريه۔ اس کا اردو ترجمہ "اسلام اور عصری ایجادات" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

☆نمبر 2۔ "يوم الخلاص في ظل القائم المهدي عليه السلام" مولفہ کامل سلیمان۔

☆نمبر 3۔ " المهديه في الاسلام" از علامہ محمد حسن۔

☆نمبر 4۔ " المهدي و اشراط الساعة" از الشیخ محمد علی الصابونی۔

نظریہ جہاد : حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہایت شدومد کے ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جہاد کے نام سے جارحانہ اقدامات کا الزام سراسر جھوٹ اور بہتان ہے (۔) صرف دفاع کے لئے تلوار اٹھانے کی اجازت دیتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی تمام جنگیں دفاعی تھیں۔ عرب علماء کی طرف سے اس مسلک کی تائید میں آواز بلند کی گئی۔ چنانچہ علامہ سید محمد رشید رضا مدیر "المنار" نے "الوحی المحمدی" میں آنحضرت ﷺ کے جہاد بالسیف کو جارحانہ نہیں بلکہ مدافعانہ قرار دیا۔ آج دنیا میں اہل دین کی طرف سے جہاد کی وہ تشریح ہی کی جارہی ہے جو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے آج سے سواسو سال قبل فرمائی تھی۔

وفات مسیح: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کی جماعت کے خلاف 1892ء میں برطانوی ہند کے علماء نے فتویٰ کفر دیا جس کی بنیادی وجہ حیاتِ مسیح ناصری سے انکار تھا لیکن احمدیت کی پہلی صدی میں ہی بہت سے عرب زعماء حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی طبعی وفات کے قائل ہو چکے ہیں اور مسیحؑ کی آمدِ ثانی کے تخیل کو بے بنیاد یقین کرتے ہیں۔

ان زعماء میں الاستاذ الامام محمد عبدہ، السید محمد رشید رضا، الشیخ محمد مصطفیٰ المراغی شیخ الازہر، الاستاذ الشیخ محمود شلتوت شیخ الازہر، الاستاذ محمد الغزالی، الاستاذ حسنی الزمزی وغیرہ جیسی بلند پایہ علمی شخصیات شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ رسالہ "وفاتِ مسیح اور احیائے اسلام" مؤلفہ مولانا دوست محمد شاہد ناشر نظارت اشاعت ربوہ۔

یاجوج ماجوج: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے وسط 1891ء میں یہ انکشاف کر کے پوری دنیا کو چونکا دیا کہ روس اور انگریز ہی یاجوج ماجوج ہیں۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم) یہ نظریہ بھی عرب ملکوں میں مقبولیت حاصل کر رہا ہے۔ چنانچہ علامہ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر بن سعدی اور الشیخ عبداللہ بن زید آل محمود (چیف جسٹس شرعی عدالت اور وزیر مذہبی امور قطر) برملا اس کا اظہار کر چکے ہیں۔

مضمون بالا رہا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام نے آپ کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کے چھ سال کے اندر اندر مذاہب عالم سے اپنی برتری کا لوہا منوالیا۔ چنانچہ دسمبر 1896ء میں متحدہ ہندوستان کے مشہور مذہبی نمائندے ایک پلیٹ فارم پر لاہور میں جمع ہوئے۔ اس طرح ایک مذاہب عالم کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ اس کانفرنس میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا رقم فرمودہ مقالہ "اسلامی اصول کی فلاسفی" پڑھا گیا۔ جس کو تمام دیگر مقالہ جات پر بالا قرار دیا گیا۔ اس حقیقت کے ثبوت میں اس دور کے مسلم پریس کی نمونہ کے طور پر صرف دو آراء پیش خدمت ہیں:۔

1۔ کلکتہ کے اخبار **"جنرل و گوہر آصفی"** نے 24 جنوری 1897ء کی اشاعت میں "جلسہ اعظم منعقدہ لاہور" اور "فتح اسلام" کے دوہرے عنوان سے لکھا:۔

"اس جلسہ اعظم مذاہب میں اسلامی وکالت کے لئے سب سے زیادہ لائق کون شخص تھا۔ ہمارے ایک معزز نامہ نگار صاحب نے سب سے پہلے خالی الذہن ہو کر اور حق کو مدِنظر رکھ کر حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کو اپنی رائے میں منتخب فرمایا تھا..... غرض جلسہ کی کارروائی سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صرف ایک حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان تھے جنہوں نے اس میدان مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا ہے اور اس انتخاب کو راست کیا ہے .... حق تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر اس جلسہ میں حضرت مرزا صاحب کا مضمون نہ ہوتا تو اسلامیوں پر غیر مذاہب والوں کے روبرو ذلت و ندامت کا قشقہ لگتا۔ مگر خدا کے زبردست ہاتھ نے مقدس اسلام کو گرنے سے بچا لیا بلکہ اس کو اس مضمون کی بدولت ایسی

فتح نصیب فرمائی کہ موافقین تو موافقین مخالفین بھی سچے فطرتی جوش سے کہہ اُٹھے کہ **یہ مضمون سب پر بالا ہے۔ بالا ہے۔"**

2۔اخبار "چودھویں صدی" راولپنڈی نے یکم فروری 1897ء کے شمارہ میں "جلسہ اعظم مذاہب" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:۔"..... ان لیکچروں میں سب سے عمدہ اور بہترین لیکچر جو جلسہ کی روح رواں تھا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا لیکچر تھا جس کو مشہور فصیح البیان مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت خوبی وخوش اسلوبی سے پڑھا۔ یہ لیکچر دو دن میں تمام ہوا 27 دسمبر کو تقریباً 4 گھنٹے اور 29 کو 2 گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ کل چھ گھنٹہ میں یہ لیکچر تمام ہوا جو حجم میں سو صفحہ کلاں تک ہوگا۔ غرض یہ کہ مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ لیکچر شروع کیا اور کیسا شروع کیا کہ تمام سامعین لٹو ہوگئے۔ فقرہ فقرہ پر صدائے آفرین وتحسین بلند تھی اور بسا اوقات ایک ایک فقرہ کو دوبارہ پڑھنے کے لئے حاضرین سے فرمائش کی جاتی تھی۔ عمر بھر ہمارے کانوں نے ایسا خوش آیند لیکچر نہیں سنا۔"

حضورؑ کا اثر انگیز علم کلام: حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا بلند پایہ لٹریچر اردو، عربی اور فارسی تقریباً اٹھاسی تالیفات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اشتہارات، مکتوبات اور ملفوظات کا بیش بہا ذخیرہ بھی موجود ہے۔ جن اکابرین ملت نے آپ کے علم کلام کو خراج تحسین ادا کیا ان میں امام الہند مولانا ابوالکلام صاحب آزاد، مرزا حیرت دہلوی صاحب، مولانا محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار، پروفیسر عبدالقادر صاحب مورخ اسلام، مصور فطرت خواجہ حسن نظامی صاحب، مولانا عبدالماجد دریا آبادی صاحب، مولانا نیاز فتح پوری صاحب، علامہ شجاع اللہ خان صاحب، مولانا سید حبیب صاحب مدیر اخبار "سیاست" وغیرہ شامل ہیں۔

برصغیر پاک وہند کے متعدد اہل قلم حضرات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے منظوم ومنثور کلام سے استفادہ کرکے اور اسے لفظ لفظ یا معمولی تغیرات کے ساتھ اپنی طرف یا کسی اور شخصیت کی طرف منسوب کرکے پھیلا رہے ہیں۔ اس نوع کے موجدوں اور خوشہ چینوں میں شعرائے عظام، مفتیاں کرام، مقتدر صحافی، پیران طریقت، نامور مناظر ومنبر ومحراب کے مسند نشین، شعلہ نواخطیب، نامور ماہرین تعلیم اور شہرت یافتہ قانون دان اور وکلاء غرض کہ ہر مکتب خیال سے تعلق اور شغف رکھنے والی معزز شخصیات شامل ہیں۔ جس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب "بیسویں صدی کا علمی شاہکار" مولفہ محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب (مورخ احمدیت)۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام سے نہ صرف خود فائدہ اٹھائیں بلکہ اس روشنی سے دوسروں کو بھی منور کریں۔

☆☆☆☆

مجلس انصاراللہ کی مختصر تاریخ

﴿ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب معاون صدر﴾

حضرت مصلح موعود نوراللہ مرقدہٗ کو اللہ تعالیٰ نے جماعت میں نیکی اور تقویٰ اور ایثار و قربانی کی روح کو قائم رکھنے کے لیے ذیلی تنظیموں کے قیام کی طرف توجہ فرمائی۔ پہلے لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آیا پھر نوجوانوں اور بچوں کی اصلاح کی غرض سے خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم ہوئیں اور سب کے آخر میں جولائی ۱۹۴۰ء میں انصاراللہ کی تنظیم قائم فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نوراللہ مرقدہٗ نے ۲۶؍جولائی ۱۹۴۰ء کو خطبہ جمعہ میں اس مجلس کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔

> چالیس سال سے اوپر عمر والے جس قدر آدمی ہیں وہ انصاراللہ کے نام سے اپنی ایک انجمن بنائیں اور قادیان کے وہ تمام لوگ جو چالیس سال سے اُوپر ہیں، اس میں شریک ہوں۔ ان کے لیے بھی لازمی ہوگا کہ وہ روزانہ آدھا گھنٹہ خدمت دین کے لیے وقف کریں، اگر مناسب سمجھا گیا تو بعض لوگوں سے روزانہ آدھ گھنٹہ لینے کی بجائے مہینہ میں تین دن یا کم وبیش اکٹھے بھی لیے جا سکتے ہیں مگر بہر حال تمام بچوں، بوڑھوں اور نوجوانوں کا بغیر استثنا کے قادیان میں منظم ہوجانا لازمی ہے۔ مجلس انصاراللہ کے عارضی پریذیڈنٹ مولوی شیر علی صاحب ہوں گے اور سیکرٹری کے فرائض سرانجام دینے کے لیے میں مولوی عبدالرحیم صاحب درد، چوہدری فتح محمد صاحب اور خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب کو مقرر کرتا ہوں۔ تین سیکرٹری میں نے اس لیے مقرر کئے ہیں کہ مختلف محلوں میں کام کرنے کے لیے زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ان کو فوراً قادیان کے مختلف حصّوں میں اپنے آدمی بٹھا دینے چاہئیں اور چالیس سال سے اوپر عمر رکھنے والے تمام لوگوں کو اپنے اندر شامل کرنا چاہئے ......اس کے ساتھ ہی مَیں بیرونی جماعتوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ......اب انہیں ہر جگہ چالیس سال سے زائد عمر والوں کے لئے مجالس انصاراللہ قائم کرنی چاہئیں۔ ان مجالس کے وہی قواعد ہوں گے جو قادیان میں مجلس انصاراللہ کے قواعد ہوں گے۔ مگر سر دست باہر کی جماعتوں میں داخلہ فرض کے طور پر نہیں ہوگا بلکہ ان مجالس میں شامل ہونا ان کی مرضی پر موقوف ہوگا لیکن جو پریذیڈنٹ یا امیر یا سیکرٹری ہیں، ان

کے لئے لازمی ہے کہ وہ کسی نہ کسی مجلس میں شامل ہوں۔کوئی امیر نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصار اللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔اگر وہ چالیس سال سے اُوپر ہے تو اس کے لئے انصار اللہ کا ممبر ہونا ضروری ہوگا۔اس طرح سال ڈیڑھ سال تک دیکھنے کے بعد خدا نے چاہا تو آہستہ آہستہ باہر بھی ان مجالس میں شامل ہونا لازمی کردیا جائے گا‘‘

بیرونی مجالس کا قیام: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات کی روشنی میں متعدد بار الفضل میں یہ اعلان کیا گیا کہ قادیان سے باہر اندرون ہندیا بیرون ہند جہاں جہاں جماعتیں ہوں وہ بھی انصاراللہ کی تنظیم قائم کریں اور حضور کے خطبات میں جو ہدایت دی گئی ہیں ان کے مطابق کام شروع کردیں چنانچہ اس کے مطابق بیرونی جماعتوں نے اس طرف توجہ کی۔۱۹۴۱ء کے آخر تک پچاس کے قریب بیرونی مجالس قائم ہوگئیں۔ان تمام مجالس کو یہ بھی ہدایت دی گئی کہ وہ اپنی کارگزاری کی رپورٹ ہر ماہ کی ۳ تاریخ تک مرکز میں بھجوادیا کریں، تاکہ ان کا خلاصہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ملاحظہ کے لیے پیش کیا جاسکے۔ماہوار رپورٹوں کے لیے ایک فارم بھی تجویز کر کے اس کا اعلان ۱۹ر جولائی ۱۹۴۱ء کے الفضل میں کرادیا گیا۔

ابتدائی تنظیم : حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات کے بموجب قادیان میں تمام انصار کو پندرہ دن کے اندر منظم کرلیا گیا۔شہر کو مندرجہ ذیل تین حلقوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر حلقہ کا ایک ایک سیکرٹری مقرر کیا گیا، تاکہ جملہ امور کی نگرانی ہوسکے۔

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال (کھارا، دارالبرکات، دارالانوار، قادرآباد)حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد (بیت المبارک، بیت اقصیٰ، بیت الفضل، ناصرآباد، بنگال)حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب (دارالرحمت، دارالعلوم مع احمدآباد، دارالفضل، دارالفتوح)

ہر محلّہ میں انصاراللہ کا ایک زعیم مقرر کیا گیا تاکہ وہ جملہ امور کی نگرانی کرے اور اپنی کارگذاری کی رپورٹ متعلقہ سیکرٹری کے سامنے پیش کرے، سہولت کے پیش نظر ہر محلّہ میں دس دس اراکین کے حزب بنا کر ان کا گروپ لیڈر یا سائق مقرر کیا گیا۔ہر سیکرٹری نے اپنے اپنے حلقہ میں تقسیم کار کے طور پر چھ چھ ناظمین بطور معاون مقرر کیے، یعنی ناظم مال، ناظم تعلیم، ناظم تربیت، ناظم تبلیغ، ناظم امور دنیوی، جنرل سیکرٹری۔تاکہ ہر شعبہ کا کام بطریق احسن انجام دیا جاسکے۔سیکرٹری صاحبان اپنے اپنے حلقہ میں انصاراللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے رہے اور کبھی کبھی اجتماعی جلسہ بھی منعقد کیا جاتا جس میں تمام انصار شریک ہوکر استفادہ کرتے،وقتاً فوقتاً انصاراللہ مرکزیہ کے اجلاس بھی منعقد ہوتے رہے جن میں انصاراللہ

کے لائحہ عمل اور دستور اساسی کے بارے میں تجاویز پیش ہوتی رہیں، مرکزی مجلس کے بعض اجلاسوں کی روئداد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بغرض اطلاع پیش کی جاتی رہیں اور حضور کی طرف سے ان کے بارے میں ہدایات بھی ملتی رہیں۔

انصار اللہ کا ابتدائی پروگرام: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ارشادات کی روشنی میں انصار اللہ کے لیے جو پروگرام مرتب کیا گیا اس میں مندرجہ ذیل امور شامل تھے۔☆ تمام حلقہ جات میں نماز کی پابندی کی نگرانی کی جائے۔سُست افراد کو ترغیب کے ذریعہ چُست کیا جائے اور جو پابند نہ ہوں، ان کی رپورٹ مرکزی دفتر میں کی جائے۔

☆ خدام الاحمدیہ کے تعاون سے ناخواندہ افراد کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

☆ دعوت الی اللہ کے لئے انصار اللہ میں سے والنٹیئر لیے جائیں اور انہیں مختلف دیہات کے لیے بھجوایا جائے۔

☆ ہر سال ایک ہفتہ منایا جائے جس میں مخالفین سلسلہ کے اعتراضات اور ان کے جوابات سے اراکین کو باخبر کیا جائے اور یہ کام خدام الاحمدیہ کے تعاون سے کیا جائے، اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے یہ ہدایت فرمائی کہ جوابات اسباق کے رنگ میں سکھائے جائیں اور امتحان کے ذریعہ اس امر کی تسلی کرلی جائے کہ مضامین پوری طرح ذہن نشین ہوگئے ہیں۔

ماہانہ اجلاس: قادیان کے محلّہ جات میں تمام افراد کو تنظیم انصار اللہ سے متعارف کرانے اور اس کی اہمیت کو واضح کرنے کے لیے اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ محلّہ وار اجلاس منعقد کئے جائیں تاکہ انصار اللہ کا کام چلایا جاسکے۔

پہلا مقامی اجتماع: مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے زیر اہتمام پہلا اجتماعی جلسہ مورخہ ۲۵ فتح ۱۳۲۰ھش/دسمبر ۱۹۴۱ء بیت اقصیٰ میں مکرم نواب چوہدری محمد دین صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔جس میں حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب نے ''تحریک فرائض انصار اللہ'' کے موضوع پر ایک مبسوط تقریر کی۔اس کے بعد حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے انصار اللہ کے طریق کار پر تفصیل سے روشنی ڈالی، آخر میں صاحب صدر نے انصار اللہ کی تحریک کی اہمیت پر اظہار خیال کیا۔دوسرے اجلاس میں جو نواب اکبر یار جنگ صاحب آف حیدرآباد دکن کی صدارت میں منعقد ہوا بعض اصحاب نے موجودہ جنگ کے متعلق پیشگوئیوں پر تقاریر کیں۔

مرکزی دفتر کا قیام: مجلس انصار اللہ کے قیام کے بعد ابتدائی ایام میں مجلس کا کوئی دفتر نہ تھا۔اس زمانہ میں اجلاس عموماً بیت مبارک میں ہوا کرتے تھے اور ان کا ریکارڈ مجلس کے ایک آنریری کارکن مکرم شیخ عبدالرحیم صاحب شرما (سابق کشن لعل) ایک رجسٹر میں کیا کرتے لیکن جنوری ۱۹۴۳ء سے مجلس کا دفتر باقاعدہ طور پر گیسٹ ہاؤس (دارالانوار قادیان) کے ایک

کمرہ میں قائم کردیا گیا اور مکرم شیخ عبدالرحیم شرما صاحب کو بیس روپیہ مشاہرہ بطور کلرک مقرر کردیا گیا۔ان کے علاوہ ایک مددگار کارکن بمشاہرہ بارہ روپے کی منظوری بھی دی گئی۔

قیادتوں کا قیام اور دستور اساسی کی تشکیل: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۴۳ء کی روشنی میں تنظیم انصاراللہ کے ڈھانچے میں بنیادی تبدیلیاں کرنے اور حضور کے ارشاد کو موثر رنگ میں عملی جامہ پہنانے کی غرض سے مورخہ ۲۷؍اکتوبر ۱۹۴۳ء کو مرکزی مجلس کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تا کہ دستور اساسی کے رنگ میں کچھ قواعد وضوابط مقرر کر لیے جائیں۔اس اجلاس میں صدر مجلس حضرت مولوی شیر علی صاحب کے علاوہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور حضرت خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب نے شرکت کی اور ابتدائی دستور اساسی کی شکل میں کئی فیصلے کئے گئے اور قیادتوں کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔اس دستور اساسی کی نقل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں بغرض ملاحظہ اور منظوری صدر مجلس کے دستخطوں کے ساتھ ارسال کی گئی۔حضور انور نے اس پر تحریر فرمایا: ’’منظور ہے عمل کیا جائے‘‘ (الفضل ۲؍دسمبر ۱۹۴۳ء) قیام پاکستان کے بعد دستور اساسی پر نظر ثانی کی گئی اور اپریل 1959ء میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا آخری ایڈیشن 2000ء میں طبع ہوا۔

پہلا بجٹ: مجلس انصاراللہ کا پہلا بجٹ آمد وخرچ از یکم مئی ۱۹۴۴ء تا آخر اپریل ۱۹۴۵ء مورخہ ۲؍دسمبر ۱۹۴۴ء پیش ہوکر منظور کیا گیا۔جو یہ تھا: (الف) **بجٹ آمد:** (1) آمد چندہ جات مقامی وبیرونی انصاراللہ 1200۔(2) عطیات از ذی ثروت احباب 600۔کل آمد: 1800 روپے (ب) **بجٹ اخراجات:** (1) اخراجات عملہ 760۔(2) سائر 60۔(3) سامان فرنیچر 280۔(ج) **اخراجات غیر معمولی** 475۔میزان کل اخراجات: 1535 روپے

انصاراللہ کا پہلا سالانہ اجتماع: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۴۳ء میں اس طرف بھی توجہ دلائی تھی کہ اجتماعی روح پیدا کرنے کے لیے خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرح انصاراللہ مرکزیہ کو بھی ایک سالانہ اجتماع منعقد کرنا چاہئے۔اس ہدایت کی تعمیل میں مرکزی مجلس عاملہ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۲؍دسمبر ۱۹۴۴ء میں یہ فیصلہ کیا کہ پہلا اجتماع مورخہ ۲۵؍دسمبر ۱۹۴۴ء بیت اقصیٰ قادیان میں منعقد ہو اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے بھی اس میں شرکت کی درخواست کی جائے۔اس فیصلہ کے بموجب مجوزہ تاریخ پر بیت اقصیٰ میں بعد نماز ظہر وعصر ۴ بجے اجلاس منعقد ہوا۔اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے افتتاحی خطاب میں فرمایا:

مجلس کے قیام کو کئی سال گزر چکے ہیں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اب تک اس مجلس میں زندگی کے

آ ثار پیدا نہیں ہوئے۔زندگی کے آ ثار پیدا کرنے کے لیےضروری ہوتا ہے کہ اوّل تنظیم کامل ہوجائے دوسرے متواتر حرکت پیدا ہوجائے اور تیسرے اس کے کوئی اچھے نتائج نکلنے شروع ہوجائیں...... میں امید کرتا ہوں کہ اس اجتماع میں وہ ان کاموں کی بنیاد قائم کرنے کی کوشش کریں گے اور قادیان کی مجلس انصاراللہ بھی اور بیرونی مجالس بھی اپنی ذمہ داری کومحسوس کریں گی کہ بغیر کامل ہوشیاری اور کامل بیداری کے کبھی قومی زندگی حاصل نہیں ہوسکتی اور ہمسایہ کی اصلاح میں ہی انسان کی اپنی اصلاح بھی ہوتی ہے۔خدا تعالی نے انسان کوایسا بنایا ہے کہ اس کے ہمسایہ کا اثر اس پر پڑتا ہے نہ صرف انسان بلکہ دنیا کی ہر ایک چیز اپنے پاس کی چیز سے متاثر ہوتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ پاس پاس کی چیزیں ایک دوسرے کے اثر کوقبول کرتی ہیں......اب میں دعا کے ذریعہ جلسہ کا افتتاح کرتا ہوں،خدا کرے مجلس انصاراللہ کا آج اجتماع اور آج کی کوششیں بیج کےطور پر ہوں جن سے آگے خدا تعالیٰ ہزاروں گنا اور پیدا کرے اور پھر وہ بیج آگے دوسری فصلوں کے لیے بیج کا کام دیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی روحانی بادشاہت اسی طرح دنیا میں قائم ہوجائے جس طرح کہ اس کی ماڈی بادشاہت دنیا پر قائم ہے۔آمین''

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنے افتتاحی خطاب کے بعد تشریف لے گئے تو اجلاس کی بقیہ کارروائی حضرت مولوی شیر علی صاحب صدر مجلس کی صدارت میں جاری رہی اور مندرجہ ذیل احباب نے تقاریر فرمائیں:۔

آنریبل حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب (پابندی نظام)،حضرت مفتی محمد صادق صاحب (انصاراللہ کے فرائض) حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب (تعلیم وتربیت)،مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈوکیٹ وامیر جماعت لاہور (اطاعت)،حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی (قربانی اورتقویٰ)،حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب (تحریک برائے تعمیر دفتر مرکز نشر واشاعت)

تعداد مجالس بیرون: اس دور سے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے کہ دسمبر ۱۹۴۵ءتک بیرونجات میں ۲۴۸ مجالس قائم ہوئیں جن میں سے ۱۲۵شہری تھیں اور ۱۲۳ دیہاتی۔تقسیم ملک کے بعد تک اس تعداد میں کس قدر اضافہ ہوا اس بارے میں مرکزی ریکارڈ اور الفضل دونوں سے کوئی راہنمائی نہیں ملتی، درحقیقت اُس زمانہ کے حالات ہی کچھ اور قسم کے تھے کہ ذیلی تنظیموں کے کام ثانوی حیثیت رکھتے تھے۔اس لیے ریکارڈ کی تکمیل اور تفصیل کا کماحقہ، انصرام نہ ہوسکا۔

انصاراللہ کا ابتدائی عہد: نومبر ۱۹۴۴ءتک انصاراللہ کے اجلاس میں کوئی عہد نہیں دہرایا جاتا تھا۔

۳۰ نبوت ۱۳۲۳ ہش / نومبر ۱۹۴۴ء کے ماہانہ اجلاس میں قائد عمومی حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب درد نے یہ تجویز پیش کی کہ انصاراللہ کے جلسوں میں عہد دہرانے کا طریق رائج کیا جائے اور اس غرض کے لیے وہ الفاظ مقرر کیے جائیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نے جلسہ جوبلی ۱۹۳۹ء کے موقع پر لوائے احمدیت لہراتے وقت بطور عہد مقرر فرمائے تھے۔ اس تجویز کو منظور کر لیا گیا اور اسی جلسہ میں پہلی مرتبہ عہد دہرایا گیا۔ سالانہ اجتماع 1956ء کے موقع پر حضور نے ایک اور عہد تجویز کیا چنانچہ اب یہی عہد دہرایا جاتا ہے۔

تنظیم انصار اللہ کے اغراض و مقاصد: حضرت مصلح موعود نے جہاں چالیس سال سے اوپر عمر رکھنے والوں کی الگ تنظیم قائم کرنے کا ارشاد فرمایا وہاں ان کے لیے لائحہ عمل بھی خود تجویز فرمایا تا کہ صحیح خطوط پر بلاتوقف کام شروع کیا جاسکے۔ جو مقاصد اس تنظیم کے قیام سے حضور کے پیش نظر تھے، ان کا ذکر بڑی تفصیل سے حضور نے اپنے بعض خطبات اور تقاریر میں فرمایا ہے۔ ذیلی تنظیموں کے قیام کی مندرجہ ذیل چھ اہم اغراض حضور نے بیان فرمائیں: ایمان بالغیب، اقامت صلوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ، ایمان بالقرآن، بزرگان دین کا احترام اور یقین بالآخرۃ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبات وتقاریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انصاراللہ کی تنظیم اس غرض کے لیے قائم کی گئی ہے کہ وہ ۱۔ جماعت میں نیکی وتقویٰ پیدا کرے، دینی عقائد کو ذہن نشین کرائے، اعمال خیر کی ترویج میں کوشاں ہو کر اچھی تربیت کے سامان پیدا کرے۔ ۲: نمازوں کے قیام کی طرف خصوصی توجہ کرے۔ ۳: قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھانے کا اہتمام کرے اور احکام شریعت کی حکمتیں لوگوں پر واضح کرے۔ ۴: اجتماعی اور انفرادی دعوت الی اللہ بالخصوص رشتہ داروں کو دعوت الی اللہ کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ ۵: خدمت خلق کے کاموں میں حصہ لے۔ ۶: قوم کی دنیوی کمزوریوں کو دور کر کے اسے ترقی کے میدان میں آگے بڑھائے۔ ۷: جماعت میں بیداری پیدا کرنے اور اسے قائم رکھنے کی کوشش کرے اور اس غرض کے لیے دوسری تنظیموں سے تعاون کرے تا کہ جماعتی اتحاد میں کوئی رخنہ واقع نہ ہو۔

شوریٰ: 1955ء سے ہر سال مجلس شوریٰ کا انعقاد کیا جانے لگا۔ پہلے اس کے اجلاسات سالانہ اجتماع پر ہوتے تھے 1985 سے مخصوص حالات کی وجہ سے محدود شوریٰ کے علیحدہ اجلاسات منعقد ہو رہے ہیں۔

انصار اللہ کا جھنڈا اور علم انعامی: شوریٰ 1956ء کے فیصلہ کے مطابق مجلس انصاراللہ کا جھنڈا تجویز کیا گیا۔ کپڑے کا طول 5 فٹ 2 انچ اور عرض 2 فٹ ساڑھے 9 انچ ہے۔ سفید زمین کے دائیں جانب اوپر والے کونے میں دو فٹ آٹھ انچ لمبا اور ایک فٹ پانچ انچ چوڑا سیاہ حصہ ہے جس کے وسط میں ساڑھے چھ انچ قطر کا سفید بدر کامل ہے۔ علم انعامی

کا بھی وہی ڈیزائن ہے جو انصاراللہ کے جھنڈے کا ہے اور یہ اول آنے والی مجلس کو عطا کیا جاتا ہے۔

تعمیر دفتر انصار اللہ : تقسیم ملک کے بعد مجلس کا دفتر جو دھامل بلڈنگ لاہور میں اور پھر قیام ربوہ کے بعد ربوہ منتقل ہوا۔حضرت مصلح موعود نے 20رفروری 1956ء کو دفتر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔1956ء کے سالانہ اجتماع تک 2 کمرے تعمیر ہوگئے۔پھر اگلے سال ہال بن گیا۔تعمیر کا کام خواجہ عبید اللہ صاحب اوورسیئر کی نگرانی میں بہت جلد پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔

گیسٹ ہاؤس: حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی تحریک پر مجلس نے اپنا گیسٹ ہاؤس تعمیر کیا اور 2راکتوبر 1974ء کو اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔اس کے بعد اس میں توسیع ہوتی رہی۔اس وقت تک احاطہ انصار اللہ میں 3 گیسٹ ہاؤس تعمیر ہو چکے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے انصاراللہ کے گیسٹ ہاؤس کا نام ''سرائے ناصر'' عطا فرمایا ہے۔

مرکزی سالانہ اجتماع: پاکستان میں پہلا سالانہ اجتماع 18 اور 19رنومبر 1955ء کو منعقد ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ ہی اس کا افتتاح فرمایا۔افتتاحی خطاب کے بعد بقیہ کارروائی فضل عمر ہوسٹل تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے صحن میں زیر صدارت نائب صدر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب شروع ہوئی 19رنومبر کو حضور علالت طبع کے باوجود مقام اجتماع میں تشریف لائے اور حاضرین کو شرف مصافحہ بخشا۔اس اجتماع میں 56 مجالس کے 92 نمائندگان نے شرکت کی اور زائرین کی تعداد 323 رہی۔سوائے چند وقفوں کے یہ اجتماعات جاری رہے۔1983ء کا اجتماع 28 تا 30راکتوبر بیت اقصیٰ ربوہ میں منعقد ہوا۔آخری اجلاس تک 5094 نمائندگان وزائرین کو ٹکٹ جاری کئے گئے تھے۔پاکستان کی سرزمین پر تا حال یہ آخری اجتماع ہے جس کے بعد حکومتی منظوری نہ ملنے کی وجہ سے اجتماع منعقد نہیں ہوسکا۔

ذیلی تنظیموں کے نظام میں انقلابی تبدیلی: 1989ء سے قبل ذیلی تنظیموں کے مراکز ربوہ میں تھے۔3رنومبر 1989ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اعلان فرمایا کہ آئندہ سے ہر ملک کے ذیلی تنظیموں کے آخری عہدیداران اپنے اپنے ملک کے صدر ہوں گے اور براہ راست خلیفۃ المسیح کو جواب دہ ہوں گے۔اس طرح حضور نے مجلس مرکزیہ کی بجائے ہر ملک میں الگ الگ ذیلی تنظیموں کا نظام جاری فرمایا۔

علمی و ورزشی مقابلہ جات: قبل ازیں یہ مقابلے سالانہ اجتماع پر منعقد ہوتے تھے۔ربوہ میں سالانہ اجتماع نہ

ہونے کی وجہ سے اس کے متبادل علمی و سپورٹس ریلی شروع کی گئی۔ سالانہ علمی ریلی کا آغاز 2000ء میں ہوا۔ جبکہ آل پاکستان سپورٹس ریلی 1999ء سے شروع ہوئی۔

تعلیم القرآن اور امتحانات: شوریٰ 1955ء کے فیصلہ کے مطابق انصار کے لئے قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعودؑ پر مبنی امتحانی نصاب تجویز کیا گیا۔ 1985ء سے ماہوار کتب کا سلسلہ شروع ہوا۔ تعلیمی پرچہ جات کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ جس میں ہزاروں انصار شامل ہوتے ہیں۔

صدران انصار اللہ مرکزیہ:

حضرت مولانا شیر علی صاحب.................1940 تا 1947ء

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال.................1948ء تا نومبر 1950ء

حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب.....نومبر 1950ء تا نومبر 1954ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود.................نومبر 1954ء تا 1958ء

(اس دوران حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نائب صدر رہے)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب.............1959ء تا 1968ء

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب...........1969ء تا 1978ء

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب.....1979ء تا 10/جون 1982ء

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب..........10/جون 1982 تا 3/نومبر 1989ء

صدران مجلس انصار اللہ پاکستان:

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب.................3/نومبر 1989ء تا 1999ء

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب.................2000ء تا 2003ء

محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب.....................2004ء تا 2009ء

محترم حافظ مظفر احمد صاحب.............................جنوری 2010ء تا حال

☆☆☆☆☆☆☆

مسلسل اشاعت کے پچاس سال

تاریخ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

﴿محمد محمود طاہر ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ﴾

آخری زمانہ کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی اللہ تعالیٰ نے بتائی کہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر:١١) اور جب صحیفے کثرت سے پھیلائے جائیں گے۔ چنانچہ مطبع کی ایجاد سے دنیائے نشر و اشاعت میں ایک انقلاب پیدا ہوگیا دنیا بھر میں کتب اور رسائل اور اخبارات کی اشاعت شروع ہوگئی ۔مختلف تنظیموں، جماعتوں اور اداروں کے ترجمان کے لئے اخبار یا رسالہ کی ضرورت لازمی سمجھی گئی۔ قیام جماعت احمدیہ کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی بھی خواہش تھی کہ قادیان میں پریس لگے اور ہمارا اپنا اخبار ہو۔ چنانچہ آپ کی زندگی میں ہی یہ خواہش پوری ہوگئی اور قادیان سے اخبارات و رسائل کا اجراء شروع ہوا جن میں اخبار الحکم، البدر رسالہ ریویو آف ریلیجز اور رسالہ تشحیذ الاذہان نمایاں ہیں۔ان اخبارات و رسائل نے جہاں احباب جماعت کی تعلیم و تربیت میں نمایاں کردار ادا کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے کلمات طیبات کو محفوظ کیا وہاں یہ اخبارات و رسائل جماعت کی ابتدائی تاریخ کے بھی ماخذ ہیں۔

حضرت مصلح موعود نے جماعت میں ذیلی تنظیموں کا نظام قائم فرمایا۔جس نے احباب جماعت کی علمی، روحانی اور اخلاقی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔40 سال سے بڑی عمر کے احباب کی تنظیم انصاراللہ کا قیام 1940ء میں ہوا۔اس تنظیم کے اراکین کی تعلیم و تربیت اور تنظیمی مساعی کی اشاعت کے لئے ضرورت تھی کہ تنظیم کا اپنا علیحدہ رسالہ ہو۔اس ضرورت کے تحت 1959ء کی مجلس شوریٰ میں یہ فیصلہ ہوا کہ مجلس انصاراللہ مرکزیہ ایک ماہوار رسالہ شائع کرے جس میں مجالس انصاراللہ کے متعلق پروگرام، اخبار مجالس، ضروری ہدایات اور دینی و تربیتی مضامین شائع کئے جائیں اور فیصلہ ہوا کہ ہر مجلس کے لئے اس کی خریداری لازمی قرار دی جائے۔ اس فیصلہ کے مطابق نومبر 1960ء میں ایک ماہوار رسالہ کی اشاعت شروع ہوگئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تجویز کے مطابق اس رسالہ کا نام ''انصاراللہ'' رکھا گیا۔ماہنامہ انصاراللہ کا اجراء حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے عہد صدارت میں ہوا۔آپ اس میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک آپ رسالہ انصاراللہ کا مسودہ ملاحظہ فرمایا کرتے تھے۔

انصار اللہ کا پہلا شمارہ:

نومبر 1960ء میں ماہنامہ انصاراللہ ربوہ کا پہلا شمارہ نکلا۔ رسالہ کے مدیر محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی، طابع وناشر چوہدری محمد ابراہیم صاحب تھے اور یہ رسالہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے شائع ہوا۔ رسالہ کی قیمت فی پرچہ آٹھ آنے اور سالانہ قیمت 5 روپے مقرر ہوئی۔ پہلا شمارہ 48 صفحات پر مشتمل تھا۔ رسالہ کے اولین کاتب منشی نورالدین صاحب خوشنویس تھے۔ رسالہ کے اداریہ میں رسالہ کے مقاصد اور اس میں شائع ہونے والے مواد کے بارہ میں معلومات دی گئی تھیں۔ اداریہ کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا پیغام محررہ 20/اکتوبر 1960ء شائع ہوا جو ماہنامہ انصاراللہ کے اجراء پر اس کے مقاصد پر روشنی ڈالنے والا تھا۔ پہلے شمارہ میں ارشادات ومنظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ اور فرموداتِ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے علاوہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب (صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ)، حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب، شیخ محبوب عالم خالد صاحب، مولانا شیخ روشن دین صاحب تنویر اور محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کے مضامین بھی شاملِ اشاعت تھے۔ اسی طرح پہلے شمارہ میں بچوں کے لئے ایک صفحہ بھی مخصوص کیا گیا تھا۔ اخبار مجالس میں انصاراللہ بلوچستان کے علاقائی اجتماع کی رپورٹ بھی شائع کی گئی تھی۔

مدیران انصار اللہ:

محترم مولانا مسعود احمد خان صاحب دہلوی سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل کو ماہنامہ انصاراللہ ربوہ کے پہلے ایڈیٹر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ایک لمبا عرصہ تک رسالہ کی ادارت آپ کے سپرد رہی۔ چنانچہ نومبر 1960ء یعنی آغاز سے 1973ء تک آپ رسالہ انصاراللہ کے مدیر رہے۔ جن بزرگان اور اہل قلم کو اب تک ماہنامہ انصاراللہ کے مدیر رہنے کا اعزاز حاصل ہوا ہے ان کے اسماء مع عرصہ ادارت درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	اسماء مدیران	عرصہ ادارت
1	مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی	نومبر 1960ء تا 1973ء
2	مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب	جنوری 1974ء تا مارچ 1977ء
3	مکرم سید عبدالحئی شاہ صاحب	اپریل 1977ء تا 1979ء

﴿نوٹ: دسمبر 1979ء کے شمارہ میں سید کمال یوسف صاحب کا نام بھی بطور مدیر سید عبدالحئی شاہ صاحب کے ساتھ شائع ہوا ہے﴾

4	مکرم پروفیسر ناصر احمد صاحب پرواژی	جنوری 1980ء تا اپریل 1980ء

5	مکرم سید کمال یوسف صاحب	مئی 1980ء
6	مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب	جون، جولائی 1980ء
7	مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب	اگست 1980ء تا نومبر 1985ء
8	مکرم سید عبدالحئی شاہ صاحب	نومبر، دسمبر 1985ء تا جنوری 1986ء
9	مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب	فروری 1986ء تا 1993
10	مکرم نصر اللہ خان ناصر صاحب	جنوری 1994ء تا 2004ء
11	مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب	جنوری 2005ء تا جنوری 2006ء
12	مکرم نصیر احمد انجم صاحب	فروری 2006ء تا دسمبر 2009ء
13	خاکسار راقم الحروف محمد محمود طاہر	جنوری 2010ء سے تا حال

تادم تحریر محترم مولانا غلام باری سیف صاحب کے علاوہ جملہ سابقہ مدیران انصار اللہ خدا کے فضل سے بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قبول فرمائے اور ان کی عمر وصحت میں برکت دے۔ آمین۔

قائدین اشاعت:

ماہنامہ انصار اللہ کی تاریخ میں قائدین اشاعت کی سعی بھی قابل ذکر رہی ہے۔ ابتدا میں تو ایڈیٹر انصار اللہ قائد اشاعت ہی ہوتا تھا بلکہ ایڈیٹر انصار اللہ پہلے قائد اشاعت بنے۔ ماہنامہ کا اجراء 1960ء میں ہوا اور اس کے مدیر محترم مسعود احمد خان صاحب دہلوی 1962ء میں قائد اشاعت مقرر ہوئے۔ اب تک کے قائدین اشاعت کے اسماء مع عرصہ خدمت درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	اسماء قائدین اشاعت	عرصہ خدمت
01	مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی	1962ء تا 1972ء
02	مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب	1973ء تا 1976ء
03	مکرم سید عبدالحئی شاہ صاحب	1977ء تا 1979ء
04	مکرم ڈاکٹر ناصر احمد پرواززی صاحب	1980ء

05	مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب	1981ء
06	مکرم محمد بشیر شاد صاحب	1982ء
07	مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب	1983ء تا 1985ء
08	مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب	1986ء تا 1997ء
09	مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب	1998ء تا 2008ء
10	مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ صاحب	جنوری 2009ء تا اپریل 2010ء
11	مکرم مرزا فضل احمد صاحب اپریل 2010ء سے قائد اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں	

مینیجرز و پبلیشرز حضرات:

ماہنامہ انصاراللہ کی اشاعت کے انتظامی و دفتری امور چلانے کے لئے مینیجرز حضرات کو بھی خدمات کی توفیق ملی۔ انصاراللہ کی اشاعت کے آغاز سے 1997ء تک ایک لمبا عرصہ محترم چوہدری محمد ابراہیم صاحب اس خدمت کو بجالاتے رہے۔ 1981ء میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی بطور مینیجر خدمت کی توفیق پائی۔ 1998ء سے تا حال مکرم حافظ عبدالمنان کوثر صاحب مینیجر و پبلشر ماہنامہ انصاراللہ کے طور پر کام کی توفیق پا رہے ہیں۔

ماہنامہ انصار اللہ کی سرکولیشن کا گوشوارہ:

نومبر 1960ء میں ماہنامہ انصاراللہ کا آغاز ہوا تو اس سال اجتماع پر ممبران شوریٰ نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ جلد اس رسالہ کی اشاعت دو ہزار تک پہنچا دیں گے۔لیکن یہ توقع فوری طور پر پوری نہ ہو سکی۔حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الرابعؒ) کے عرصہ صدارت 1979ء تا 1982ء کے دوران ماہنامہ انصاراللہ کی توسیع اشاعت کے لئے غیر معمولی مساعی ہوئی۔پاکستان اور بیرون پاکستان میں اس کی اشاعت بڑھانے کے لئے خصوصی کوشش کی گئی اور یہ کوشش ثمر آور بھی ہوئی۔1979ء میں رسالہ کی سرکولیشن ڈیڑھ ہزار (1500) سے زائد تھی اور اللہ کے فضل سے 1982ء میں یہ تعداد تین ہزار دو سو (3200) تک پہنچ گئی اور اس کے بعد اللہ کے فضل سے تقریباً ہر سال اس کی اشاعت میں اضافہ ہوتا رہا۔ 1983ء سے 2010ء تک کی اشاعت کا گوشوارہ پیش ہے۔

نمبر شمار	سال	تعداد	نمبر شمار	سال	تعداد
01	1983ء	5200	15	1997ء	7450
02	1984ء	5100	16	1998ء	8100

03	1985ء	5500	17	1999ء	8400
04	1986ء	4900	18	2000ء	8750
05	1987ء	5250	19	2001ء	8500
06	1988ء	5750	20	2002ء	8550
07	1989ء	5400	21	2003ء	8500
08	1990ء	5450	22	2004ء	9050
09	1991ء	5800	23	2005ء	9500
10	1992ء	6100	24	2006ء	9900
11	1993ء	7150	25	2007ء	10400
12	1994ء	7150	26	2008ء	11250
13	1995ء	7050	27	2009ء	11500
14	1996ء	7200	28	اکتوبر 2010ء	11800

ماہنامہ انصاراللہ کی قیمت:

ماہنامہ انصاراللہ کی اشاعت سے منافع مقصود نہیں رہا بلکہ اس کا شرح چندہ اس کے بنیادی اخراجات پورا کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔نومبر 1960ء میں پہلا شمارہ شائع ہوا تو قیمت فی پرچہ آٹھ آنے اور سالانہ چندہ پانچ روپے مقرر کیا گیا۔دو سال بعد نومبر 1962ء میں سالانہ قیمت چھ روپے سالانہ ہوگئی۔اگست 1971ء میں فی پرچہ 75 پیسے جب کہ سالانہ چندہ کی شرح آٹھ روپے ہوگئی۔جون 1976ء میں فی پرچہ ایک روپیہ اور سالانہ چندہ -/12 روپے ہوگیا اسی سال دسمبر سے ماہانہ شرح ڈیڑھ روپیہ اور سالانہ پندرہ روپے قیمت مقرر کی گئی۔یکم جولائی 1983ء سے فی پرچہ قیمت دو روپیہ اور سالانہ بیس روپے۔جنوری 1989ء سے فی پرچہ تین روپے اور سالانہ تیس روپے۔جنوری 1994ء میں قیمت میں اضافہ ہوا اور فی پرچہ چار روپے جبکہ سالانہ شرح چالیس روپے ہوگئی۔جنوری 1996ء سے ماہنامہ کی قیمت چھ روپے اور سالانہ ساٹھ روپے۔جنوری 2000ء سے سات روپے فی پرچہ اور سالانہ ستّر روپے مقرر کی گئی۔جنوری 2001ء سے فی پرچہ دس روپے اور سالانہ -/100 روپے جبکہ یکم جنوری 2009 سے فی پرچہ پندرہ روپے اور سالانہ چندہ -/150 روپے مقرر ہے۔

ماہنامہ انصار اللہ کی اشاعت کے 50 سال:

نومبر 1960ء میں رسالہ ماہنامہ انصاراللہ کا اجراء ہوا۔یوں اب اس کی اشاعت کو خدا کے فضل سے 50 سال مکمل ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ نصف صدی کے دوران اس مؤقر ماہنامہ نے احباب جماعت کی علمی پیاس بجھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔انصار بھائیوں کی علمی خدمت کے ساتھ ساتھ انصاراللہ کی مساعی کو شائع کر کے مجلس انصاراللہ کے لئے خدمت بجالانے والے بھائیوں کی تاریخ کو بھی محفوظ رکھا ہے۔ارشادات حضرت مسیح موعودؑ اور فرمودات خلفاء سلسلہ کے علاوہ جہاں رسالہ میں تربیتی موضوعات پر مضامین شائع ہوتے رہے۔وہاں اس میں محققین اور علماء کرام کے ٹھوس علمی و تحقیقی مقالے بھی شامل اشاعت رہے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی خدا کے فضل سے جاری ہے۔تاریخ احمدیت کے حوالہ سے خصوصی ایام مثلاً یوم مسیح موعودؑ، یوم مصلح موعود، یوم خلافت اور جلسہ سالانہ کی مناسبت سے خصوصی تحریرات کی اشاعت سے احباب جماعت کی علمی خدمت کی توفیق ماہنامہ انصاراللہ کو ملتی رہی ہے۔گزشتہ ایک عرصہ سے ماہنامہ انصاراللہ میں مجلس انصاراللہ کی مساعی کے حوالہ سے رنگین تصاویر کی اشاعت بھی ہو رہی ہے جو تاریخ انصاراللہ کا اہم ریکارڈ ہے۔

خصوصی نمبرز:

بعض اہم مواقع پر ماہنامہ انصاراللہ کے خصوصی شماروں کی بھی اشاعت ہوئی ہے۔چنانچہ 1980ء میں ڈاکٹر عبدالسلام نمبر شائع ہوا۔1994ء میں ''خسوف وکسوف''، 1996ء میں ''اسلامی اُصول کی فلاسفی''، 1998ء میں ''براہین احمدیہ''، 2001ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے نشان بابت ڈاکٹر ڈوئی اور 2005ء میں نظام وصیت کے بارہ میں خصوصی شمارے شائع ہوئے۔خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے حوالہ سے 2008ء میں ماہنامہ انصاراللہ کا حضرت خلیفۃ المسیح الاول نمبر 11300 کی تعداد میں شائع ہوا۔2009ء میں ماہنامہ انصاراللہ کا حضرت مصلح موعود نمبر 13500 کی تعداد میں شائع ہوا۔جو بہت مقبول ہوا اور مطالبہ پر دوبارہ 2000 کی تعداد میں شائع ہوا۔جولائی 2010ء کا شمارہ خصوصی طور پر سانحہ لاہور 28 مئی 2010ء کی نذر کیا گیا تھا۔اب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے شہدائے لاہور پر تفصیلی نمبر شائع کیا جا رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔خدا تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔قارئین کرام سے اس سلسلہ میں دعا کی خصوصی درخواست ہے۔شمارہ ہذا رسالہ کے 50 سال مکمل ہونے پر خصوصی اشاعت کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

آخر پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب، کارکنان و مضمون نگار حضرات کو جزائے خیر دے جنہوں نے ماہنامہ کی اشاعت و ترقی کے لئے بھرپور معاونت کی۔فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ماھنامہ انصاراللہ کے مدیران کا مختصر تعارف

﴿مکرم مبشر احمد خالد صاحب﴾

مجلس انصار اللہ کی تعلیم و تربیت اور مجلس کی سرگرمیوں کی ترجمانی کے پیش نظر رسالہ ماہنامہ انصاراللہ نومبر 1960ء میں جاری کیا گیا جس کے اجراء پر اب خدا کے فضل سے پچاس سال مکمل ہوئے ہیں۔الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس رسالہ کی بطور مدیر جن بزرگان وعلماء سلسلہ کو خدمت کی توفیق ملی ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:۔

☆مکرم مسعود احمد خان صاحب دھلوی

نام: مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی

ولدیت: حضرت آسان دہلوی صاحب

تعلیم: ایم۔اے

عرصہ اوارت ماہنامہ انصاراللہ: نومبر 1960ء تا 1973ء

جماعتی خدمات: سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ وقائد اشاعت انصاراللہ مرکزیہ،دورہ مغرب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ہمراہ سفر کرنے کا موقع ملا۔آپ بلند پایہ صحافی ،ادیب اور مترجم ہیں۔ عمر بھر قلمی جہاد کی توفیق ملی ہے۔

☆مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب (مرحوم)

نام: مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب (مرحوم)

ولدیت: مکرم حکیم چراغ دین صاحب

تعلیم: مولوی فاضل، جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل

عرصہ اوارت ماہنامہ انصاراللہ: جنوری 1974ء تا مارچ 1977ء و اگست 1980ء تا نومبر 1985ء

جماعتی خدمات: پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ۔ایڈیٹر ماہنامہ خالد۔ممبر قضاء بورڈ۔رکن تدوین فقہ کمیٹی۔ممبر مجلس افتاء۔ ایک عرصہ وکالت تصنیف تحریک جدید میں خدمت کا موقع ملا۔نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔نائب صدر مجلس انصار اللہ صفِ دوم۔متعدد کتب کے مصنف۔بلند پایہ مقرر۔مقرر جلسہ سالانہ۔قرآن پبلیکیشنز بورڈ کے کورنر۔

☆مکرم سید عبد الحئی شاہ صاحب

نام: مکرم سید عبدالحئی شاہ صاحب

ولدیت: مکرم سید عبدالمنان صاحب

تعلیم: ایم۔اے مولوی فاضل شاہد

عرصہ ادارت ماہنامہ انصاراللہ: اپریل 1977ء تا 1979ء و نومبر 1985ء تا جنوری 1986ء

جماعتی خدمات: 1956ء تبویب مسند احمد بن حنبل، 1958ء سے نظارت اشاعت اور 1984ء سے تا حال ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ۔صدر الفضل بورڈ ممبر مجلس افتاء۔ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن وطاہر فاؤنڈیشن۔سابق ایڈیٹر ماہنامہ خالد

☆مکرم سید کمال یوسف صاحب

نام: مکرم سید کمال یوسف صاحب

ولدیت: مکرم سید محمد سعید یوسف صاحب

تعلیم: جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل

عرصہ ادارت ماہنامہ انصاراللہ: دسمبر 1979ء و مئی 1980ء

جماعتی خدمات: 1956ء سے تا ریٹائرمنٹ سکینڈے نیویا میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق ملی۔آج کل ناروے میں سکونت پذیر ہیں۔

☆مکرم ڈاکٹر ناصر احمد پروازی صاحب

نام: مکرم پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پرویز پروازی صاحب

ولدیت: مکرم مولانا احمد خان نسیم صاحب

تعلیم: ایم۔اے پی۔ایچ۔ڈی

عرصہ ادارت ماہنامہ انصاراللہ: جنوری 1980ء تا اپریل 1980

جماعتی خدمات: قائد اشاعت 1980ء۔پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔اردو ادب (نظم ونثر) میں معروف شخصیت۔اردو کے مشہور نقاد اور متعدد کتب کے مصنف۔آج کل کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب

نام: مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب

ولدیت: حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب

تعلیم: ایم۔اے

عرصہ ادارت ماہنامہ انصاراللہ: جون وجولائی 1980ء

جماعتی خدمات: صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ فروری 1975ء تا 1978ء، پرائیویٹ سیکرٹری، ناظر تعلیم۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی۔صدر مجلس انصاراللہ پاکستان 2004ء تا 2009ء۔ممبر مجلس افتاء، ممبر خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی مرکزی کمیٹی۔ڈائریکٹر طاہر فاؤنڈیشن، ممبر مجلس وقف جدید، صدر بیوت الحمد سوسائٹی، نائب افسر جلسہ سالانہ ربوہ، صدر خلافت لائبریری، حال ناظر دیوان۔

☆مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب

نام: مکرم مرزا محمد الدین ناز صاحب

ولدیت: مکرم ماسٹر مرزا احمد دین صاحب

تعلیم: بی۔اے شاہد

عرصہ ادارت ماہنامہ انصاراللہ: فروری 1986ء تا 1993ء

جماعتی خدمات: پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ 1971ء تا 2008ء۔ وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ۔ایڈیٹر ماہنامہ خالد 1982ء۔نائب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔نائب صدر انصاراللہ صف دوم، سیکرٹری تزئین ربوہ کمیٹی۔سیکریٹری بیوت الحمد سوسائٹی۔ممبر قضا بورڈ۔ممبر مجلس افتاء۔ممبر نور فاؤنڈیشن۔حال ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقفِ عارضی۔

☆مکرم نصر اللہ خان ناصر صاحب

نام: مکرم نصر اللہ خان ناصر صاحب

ولدیت: مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب

تعلیم: ایم۔اے شاہد

عرصہ ادارت ماہنامہ انصاراللہ: جنوری 1994ء تا 2004ء

جماعتی خدمات: مربی سلسلہ از 6 اگست 1965ء تا حال، نائب زعیم اعلیٰ انصاراللہ مقامی ربوہ۔مئولف 313 اصحاب صدق وصفا۔حال مربی اصلاحی کمیٹی اصلاح وارشاد مرکزیہ

☆مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب

نام: مکرم سید مبشر احمد ایاز صاحب

ولدیت: مکرم سید اصغر حسین صاحب

تعلیم: بی۔اے شاہد

عرصہ ادارت ماہنامہ انصاراللہ: 2005ء تا جنوری 2006ء

جماعتی خدمات: ایڈیٹر ماہنامہ خالد جنوری 1990ء تا 2001ء۔سابق نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان۔ قاضی سلسلہ۔ممبر مجلس افتاء۔ممبر الفضل بورڈ۔معاون صدر انصار اللہ پاکستان۔ممبر کمیٹی رجسٹر روایات۔حال ریسرچ سیل ربوہ۔

☆مکرم نصیر احمد انجم صاحب

نام: مکرم نصیر احمد انجم صاحب

ولدیت: مکرم چوہدری عبدالقادر صاحب

تعلیم: ایم۔اے شاہد

عرصہ ادارت ماہنامہ انصاراللہ: فروری 2006ء تا دسمبر 2009ء

جماعتی خدمات: بطور مربی سلسلہ 2 سال ٹوبہ ٹیک سنگھ۔1990ء سے استاد جامعہ احمدیہ ربوہ۔سابق ایڈیٹر ماہنامہ تشحیذ الاذہان۔مہتمم تجدید۔مہتمم تربیت۔مہتمم صنعت وتجارت۔ممبر مجلس افتاء۔حال پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ۔

☆مکرم محمد محمود طاہر صاحب

نام: مکرم محمد محمود طاہر صاحب

ولدیت: مکرم چوہدری محمد صادق صاحب واقف زندگی

تعلیم: ایم۔اے ابلاغیات (گولڈ میڈلسٹ) ایم فل شاہد

عرصہ ادارت ماہنامہ انصاراللہ: جنوری 2010ء تا حال

جماعتی خدمات: سابق نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل۔نائب مہتمم مقامی مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ،قائد تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان 2009ء۔قاضی سلسلہ۔ممبر الفضل بورڈ۔حال نظارت اشاعت ربوہ۔

☆☆☆☆☆☆☆

ہماری تاریخ

جلسہ سالانہ خلافت جوبلی 1939ء اور لوائے احمدیت

﴿محترمہ صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ﴾

جوبلی فنڈ کی تحریک: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اجازت سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جلسہ سالانہ 1937ء کے موقع پر احباب جماعت کے سامنے یہ تحریک رکھی کہ 1939ء میں سیدنا حضرت مصلح موعود کے عہد خلافت پر 25 سال کا عرصہ ہو جائے گا یہ جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور شکرگزاری کا عملی ثبوت دینے کے لئے ہمیں اپنے پیارے امام کی خدمت میں تین لاکھ کی حقیر رقم بطور نذرانہ پیش کرنی چاہئے کہ حضور جیسے چاہیں خرچ کریں۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب فرماتے ہیں:۔

''قریباً دو سال کا عرصہ گزرا میرے دل میں یہ تحریک ہوئی کہ جس طرح دنیاوی نظام رکھنے والے لوگ اپنے نظام پر ایک عرصہ گزر جانے کے بعد خوشی اور مسرت کے اظہار کی کوئی صورت پیدا کرتے ہیں ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بھی کامیاب دینی نظام پر ایک عرصہ گزرنے پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کریں۔ اس وقت شہنشاہ جارج پنجم کی جوبلی کا موقع تھا اسکے بعد حضور نظام حیدرآباد اور سر آغا خان کی جوبلی آئی۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ بے شک بادشاہ بھی اور حکومتیں بھی اگر عمدہ طریق پر چلائی جارہی ہوں نعمت ہوتی ہیں اور اعلیٰ لیڈر بھی نعمت ہوتے ہیں لیکن ہمیں سب سے بڑھ کر قیمتی نعمت ملی ہوئی ہے۔ اسکے لئے ہمیں بھی خدا تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہئے اس نعمت کو عطا ہوئے پچیس سال ہونے کو آئے ہیں اور وہ نعمت خلافت ثانیہ ہے۔ خلافت ثانیہ 1914ء میں خدا تعالیٰ نے قائم کی اور مارچ 1939ء کو اس پر پچیس سال پورے ہو جائیں گے۔ اس خیال سے میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نمونہ کے طور پر اور اس نعمت کے شکریہ کے طور پر ہماری طرف سے بھی نذرانہ پیش ہونا چاہیے۔'' (الفضل 29 دسمبر 1937ء)

تین خوشیاں: اسکے بعد 27 اپریل 1938ء کو اس تحریک کا ذکر کرتے ہوئے حضرت چوہدری صاحب نے مزید فرمایا کہ آئندہ سال وہ ہمیں تین نوع کی خوشیوں کا موقع عطا فرمانے والا ہے۔ پہلی خوشی تو یہ ہے کہ خلافت ثانیہ کا عہد مبارک آئندہ مارچ یعنی 1939ء میں پچیس سال کا ہوگا، دوسری یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی عمر کے پچاس سال بھی آئندہ سال پورے ہونگے کیونکہ 12 جنوری 1889ء آپ کی پیدائش کا دن ہے اور پچاس سال بھی جوبلی کا موقع ہوتا ہے اسکے علاوہ ایک تیسری بات وہ یہ ہے کہ آئندہ سال خود سلسلہ کے قیام پر بھی پچاس سال پورے ہو جائیں گے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ جس روز حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کے لئے پہلا اشتہار شائع فرمایا یعنی 12 رجنوری 1889ء کو اسی روز حضرت مصلح موعود کی پیدائش ہوئی۔ غرض ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ تین مواقع خوشی کے عطا فرمائے۔ ہمیں ان کے شکرانہ کے طور پر کم از کم تین لاکھ روپے جمع کر کے حضرت مصلح موعود کے حضور پیش کرنا چاہئے''۔ (الفضل یکم مئی 1938ء) جوبلی فنڈ کی اس تحریک پر مخلصین جماعت نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جماعتوں میں سب سے زیادہ چندہ قادیان کی جماعت نے اور افراد جماعت میں سے حضرت چوہدری

ظفر اللہ خان صاحب نے سب سے زیادہ چندہ دیا۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے 9 رفروری 1939ء کے الفضل میں ایک مفصل مضمون شائع کیا۔جس میں احباب جماعت سے مشورہ لیا گیا کہ خلافت جوبلی کب اور کس رنگ میں منائی جائے۔

جوبلی کمیٹی: 26 رمارچ 1939ء کوجلسہ خلافت جوبلی کے پروگرام کے سلسلہ میں ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی جس کے صدر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اور سیکرٹری حضرت مولانا عبدالرحیم دردصاحب تھے اور باقی ممبر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب حضرت صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب اور حضرت مولوی عبدالمغنی خان صاحب ناظر دعوت الی اللہ تھے جماعت کی طرف سے مختلف تجویزیں موصول ہوئیں کمیٹی نے ان میں سے 25 تجویزیں منتخب کیں جو 1939ء کی مشاورت میں پیش ہوئیں۔سب کمیٹی نے کچھ تبدیلی کے بعد 21 تجاویز رکھیں جن پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فیصلہ جات فرمائے اور جوبلی کے انتظامات کے لئے ایک کمیٹی مقرر فرمائی جو مندرجہ ذیل احباب پر مشتمل تھی۔صدر حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور سیکرٹری حضرت مولانا عبدالرحیم دردصاحب ممبران حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، ناظر صاحب دعوت و(۔)(حضرت مولوی عبدالمغنی خان)، ناظر صاحب ضیافت (حضرت میر محمد اسحاق صاحب) اس کمیٹی نے خلافت جوبلی کے لئے مختلف پروگرام تجویز کئے اس سب کمیٹی کا بجٹ مندرجہ ذیل تھا:۔

☆چراغاں:-/300 روپے، جلوس:-/100 روپے (یعنی اپنے اپنے علاقہ سے گروپ کی صورت میں لوگ آئیں اور سپیشل ٹرین وغیرہ چلائی جائے۔☆ کاسکٹ ایڈریس:-/200 روپے، پروگرام وغیرہ:-/200 روپے، جھنڈا:-/100 روپے، ☆متفرق:-/250 روپے، میزان:-/1150 روپے اس رقم کی فراہمی کے لئے خاص اپیل کی جائے۔

جلسہ جوبلی کی تاریخیں: جلسہ سالانہ جوبلی پرغور کرنے کے لئے مختلف اوقات میں سب کمیٹیاں کام کرتی رہی ایک اہم تجویز جس پر غور کیا گیا وہ یہ تھی کہ جوبلی جلسہ کب رکھا جائے بعض لوگوں کی رائے تھی کہ جلسہ ان تاریخوں میں ہونا چاہئے جب حضور کو خدا تعالیٰ نے خلافت کا منصب عطا فرمایا تھا لیکن اتفاق رائے سے یہ تجویز رکھی گئی کہ جلسہ سالانہ 1939ء کو جوبلی کے لئے مخصوص کر دیا جائے اس بارہ میں بھی مختلف آراء سامنے آئیں۔چنانچہ شوریٰ میں رائے دیتے ہوئے مکرم مولوی محمد تقی صاحب نے کہا:"جوبلی کی خوشی کو جلسہ پر نہیں بلکہ علیحدہ منایا جائے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ خاص موقع دیا ہے"۔مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کی رائے تھی:۔"موسم بہار کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"۔اس لئے میری تجویز ہے کہ جوبلی کا جلسہ موسم بہار میں ہی ہو۔"اس موقع پر ملک گلاب خان صاحب نون نے کہا خوشی کا جو موقع ہوا سے اسکے قریب ترین زمانہ میں منانا چاہئے۔اس لیے ضروری ہے کہ جوبلی کی خوشی کو جلد منایا جائے۔"(رپورٹ مجلس شوریٰ 9,8,7 راپریل 1939ء)

حضرت مصلح موعود نے رائے شماری کے بعد فرمایا:۔"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملک گلاب خان صاحب نون کی بات اس لحاظ سے نہایت موزوں ہے کہ ہر چیز کا وقت ہوتا ہے اور جذبات کے لحاظ سے یہی زیادہ صحیح ہے لیکن بہر حال اب جماعت جو فیصلہ کر رہی ہے تو اس لئے ہم نے تیاری بھی کرنی ہے۔پس اگر سال بھر پہلے فیصلہ کیا جاتا تو پھر یہ ممکن تھا کہ جوبلی جلسہ سالانہ سے پہلے ہو جائے۔لیکن اب جماعت نے جو فیصلہ کیا کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جوبلی کا جلسہ ہو وہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔"(رپورٹ شوریٰ 9,8,7 اپریل 1939ء صفحہ 56)

جھنڈے کی تجویز: اس موقع پر ایک بہت اہم تجویز جماعت احمدیہ کا جھنڈا بنائے جانے کی سامنے آئی۔سب کمیٹی نے مندرجہ ذیل تجویز پڑھی۔"جماعت احمدیہ کا کوئی مناسب جھنڈا مقرر کیا جائے جسے باقاعدہ طور پر جلسہ جوبلی کے موقع پر حضرت

خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے نصب کروانے کی درخواست کی جائے''۔حضور نے اس پر فرمایا'' یہ اصل میں دو الگ الگ سوال ہیں اس لئے ان کو الگ الگ میں لوں گا۔یعنی ایک مناسب جھنڈے کو تجویز کرنا اور دوسرے اس کو نصب کروانا۔''(رپورٹ مجلس مشاورت صفحہ 50) پہلے حضور نے تجویز کے پہلے حصہ کے متعلق رائے لی۔مختلف رائیں سامنے آئیں مکرم مرزا احمد بیگ صاحب نے کہا:۔''جھنڈا ہونا ضروری ہے رسول کریم ﷺ کا بھی تھا تصویری زبان میں بھی خوشی کا اظہار ہونا چاہیے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک جھنڈے کا اعلان فرمایا ہے:۔

''لوائے ما پنہ ہر سعید خواہ بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد''

مکرم چوہدری غلام سرور صاحب نے بھی حق میں رائے دی مکرم شیخ صاحب دین صاحب نے کہا۔''جھنڈا بنانا موجودہ زمانہ میں جو دوسرے لوگ کرتے ہیں اسکی نقل ہے اس لئے میں اسکو ناپسند کرتا ہوں۔ہمارا حقیقی جھنڈا جو عنقریب لہرانے والا ہے وہ جلد لہرائے گا اور وہ اسوقت ہوگا جب''غلام احمد کی جے''بولی جائے گی اس لئے ہمارا جھنڈا اس وقت ہونا چاہئے۔''مکرم پیر اکبر علی صاحب نے کہا:۔''وجہ مخالفت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ نقل ہے حالانکہ ہمارا جھنڈا اصل ہوگا اور دوسرے لوگوں کے جھنڈے نقلیں ہیں''شیخ محمد یوسف صاحب لائلپور نے کہا:۔''میں شیخ صاحب دین صاحب کی تائید کرتا ہوں کیونکہ ابھی جھنڈے کا موقع نہیں''۔یہ تمام آراء سن کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ صاحب دین صاحب کا خیال واضح نہیں ہوا غالباً ان کا خیال ہے کہ جھنڈا حکومت سے تعلق رکھتا ہے انکے خیال میں اگر بغیر حکومت کے جھنڈا بنائیں گے تو غیر معقول بات ہوگی اس پر علماء اپنی رائیں دیں کہ کیا جھنڈا حکومت سے پہلے بھی ہوتا ہے اس پر مختلف علماء نے اپنی آراء پیش کیں۔مکرم چوہدری فتح محمد صاحب کا موقف تھا کہ فطرت انسانی جب کام کرنا چاہتی ہے تو وہ جھنڈا چاہتی ہے اور جھنڈا اعلان کے لئے بھی ہوتا ہے مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کا کہنا تھا کہ حج کے موقع پر مختلف ملکوں کے جھنڈے ہوتے ہیں۔مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب نے کہا کہ میں اس سے متفق نہیں کہ حکومت کے ساتھ جھنڈا ہوتا ہے حالانکہ ہم روز کہتے ہیں کہ احمدیت کے جھنڈے کے نیچے آجائیں حالانکہ یہ جنگ کا جھنڈا نہیں حضرت مولوی سرور شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود نے کشف میں دیکھا کہ آپکا جھنڈا ہے۔مکرم شیخ عبدالقادر صاحب نے کہا کہ خطبہ الہامیہ میں آتا ہے کہ ہمارے جھنڈے کا رنگ سفید ہوگا۔حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کا جواب ذرا تفصیلی تھا۔آپ نے فرمایا۔''یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ حضور کا جھنڈا حکومت سے پہلے تھا یا اس کا حکومت سے تعلق ہے۔مکہ کی زندگی میں مجھے یاد نہیں کہ جھنڈا بنوایا گیا ہو لیکن یہ آتا ہے کہ مدینہ میں جب آنحضرت ﷺ عید پڑھنے گئے تو عیدگاہ میں جھنڈا گاڑا ہوا تھا۔اب اگر جھنڈے کا وجود جنگ کے ساتھ مختص ہوتا تو عیدگاہ میں نہ گاڑا جاتا۔پس جھنڈے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ کسی مجمع کے کام کا اظہار کرے یا سردار کا پتہ دے وغیرہ......مدنی زندگی میں جنگ کے موقع کے علاوہ بھی ثابت ہوتا ہے۔حجۃ الوداع کے موقع پر جھنڈا گاڑا گیا حالانکہ حرم مکہ میں نہ صرف جنگ نہیں بلکہ جدال بھی جائز ہیں۔پس باوجود پاس ہتھیار وغیرہ نہ ہونے کے جھنڈا رکھا گیا تھا۔پس اگر جماعت احمدیہ میں جھنڈا ہو تو یہ دین کے خلاف نہ ہوگا اور نہ کوئی بدعت ہوگی۔''(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 58,59)

اس کے بعد حضور نے اس تجویز کے متعلق رائے لی جس پر 376 احباب کی رائے حق میں اور 9 کی اس کے خلاف تھی۔اس کے بعد حضور نے اپنی تقریر میں فرمایا۔''پس میں بھی اکثریت کے حق میں فیصلہ دیتا ہوں کہ جھنڈا ہونا چاہئے۔'' حضور نے مکرم صاحب دین صاحب کی تجویز کے متعلق فرمایا۔''شیخ صاحب دین صاحب کا خیال نہایت ہی لطیف اور قابل غور تھا۔یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے یعنی ہمیں اس کے ثبوت مل سکتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے لڑائی کے دنوں میں جھنڈا استعمال کیا اور اس کی تیاری کی۔چنانچہ لڑائی کے موقع پر رسول کریم ﷺ نے کپڑا اور ڈنڈا منگوایا اور اس سے جھنڈا تیار کیا۔

میر محمد اسحٰق صاحب نے جو حدیث بیان کی ہے وہ اس مسئلہ کو حل کرتی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے جھنڈا کو جنگ کے ساتھ خاص نہیں کیا۔ چنانچہ حضور نے جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر وعظ کیا۔ تعجب ہے اس معاملہ میں وہ لوگ نہیں بولے جنھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے انڈیکس تیار کئے ہیں۔ اگر اب بھی وہ دوست یہاں ہوں اور انہیں یاد ہو تو بیان کر دیں۔ مثلاً مرزا عبدالحق صاحب یا مولوی محمد اسماعیل صاحب۔ مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے جب میر صاحب نے الفضل میں جھنڈے کی تجویز کے متعلق اعلان کیا تھا تو ایک دوست نے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک حوالہ بھیجا تھا۔ غالباً حضورؑ کی کسی ڈائری کا حوالہ تھا کہ تجویزیں پیش ہوں کہ ہمارا جھنڈا کیسا ہو۔ مگر بہر حال اس وقت جو تجویز ہے وہ خلاف شریعت نہیں۔ جھنڈے کا کام صرف لڑائی میں ہی محدود نہیں بلکہ اسکے اور بھی فوائد ہیں۔ مثلاً جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کی تحریک۔ مگر اس کے علاوہ اس میں قوم کی عزت کا بھی سوال ہے۔ چنانچہ ایک جنگ میں رسول کریم ﷺ نے جھنڈے کو خود بنایا اور ایک صحابی کو دیا تو فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ تم اسکی حفاظت کرو گے اور اسکی عزت کو قائم رکھو گے۔ تو جھنڈے میں قومی عزت کا سوال ہوتا ہے اور قوموں میں اخلاق اور کریکٹر کو زندہ رکھنے کا احساس ہوتا ہے پس جو حصہ رسول کریم ﷺ نے فوائد کا اٹھایا وہی ہمارے سامنے ہے حضور ﷺ نے پہلے جھنڈے کے متعلق فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ تم جھنڈے کی عزت کو قائم رکھو گے تو جھنڈے کے ساتھ قومی اعزاز کا بھی سوال ہے...... پس اس میں جماعت کے لئے اور نوجوانوں کے لئے اور ان کے اندر قومی روح کے احساس کے پیدا کرنے کے لئے بہت سے فوائد ہیں اس لئے میں کثرت رائے کے حق میں فیصلہ دیتا ہوں''۔ (رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 62,61) اسکے بعد حضور نے جھنڈے کے نصب کرنے کے بارہ میں رائے لی اور علماء سے پوچھا کہ کیا جھنڈے کا نصب کیا جانا کوئی اہمیت رکھتا ہے؟ یا اس کے متعلق کوئی سند ہے۔ اسکے متعلق مندرجہ ذیل احباب نے رائے دی:۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے فرمایا کہ ''جھنڈے کا باندھنا تو حضور ﷺ سے ثابت ہے لیکن حضور ﷺ کا اپنے ہاتھ سے نصب کرنا یاد نہیں ہاں باندھنا ثابت ہے اصل امر تو یہ ہے کہ جھنڈے کو لہرایا جائے۔'' مکرم چوہدری حاجی احمد صاحب ایاز کی رائے تھی کہ ''جھنڈا جب تک نصب نہ کیا جائے اور یہ اعلان نہ کیا جائے کہ آج جھنڈا گاڑا جائے گا اور ہم اسکی حفاظت کریں گے اس وقت تک ذمہ داری پیدا نہیں ہوتی۔ آنحضرت ﷺ نے جب حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو جھنڈا دیا تو وہ نصب کیا گیا تھا۔'' مکرم چوہدری غلام سرور صاحب نے کہا ''چونکہ مبارک موقع ہے اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ خود گاڑ دیں یا کسی کو دے دیں۔'' مکرم پیر صلاح الدین صاحب نے کہا ''بعض وجود ایسے ہوتے ہیں کہ انکے کپڑوں سے بھی برکت حاصل ہوتی ہے اس لئے کسی مبارک وجود سے جھنڈا نصب کرانا بہتر ہے جیسے برکت کے لئے مکان وغیرہ کی بنیاد رکھائی جاتی ہے۔'' (رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 62) اسکے حق میں 348 احباب نے رائے دی اور 9 اسکے خلاف تھے۔ حضور نے فرمایا میں بھی کثرت رائے کے حق میں فیصلہ دیتا ہوں کہ جھنڈا نصب کیا یا لہرایا جائے۔ یہ ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ کا جھنڈا قائم رکھا جاتا تھا بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ اب تک ترکوں کے پاس رسول کریم ﷺ کا جھنڈا قائم رہا۔ اس لئے اس زمانہ میں جو ابھی احمدیت کا ابتدائی زمانہ ہے ایسے جھنڈے کا بنایا جانا اور قومی نشان قرار دینا جماعت کے اندر خاص قومی جوش کے پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ پس میں بھی فیصلہ کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے (رفقاء) سے پیسہ پیسہ یا دھیلہ دھیلہ کر کے مخصوص (رفقاء) سے ایک مختصری رقم لے کر اس سے روئی خریدی جائے اور (رفیقات) کو دیا جائے کہ وہ اس کو کاتیں اور اس سوت سے (رفیق) درزی کپڑا تیار کریں اسی طرح (رفقاء) ہی اچھی سی لکڑی تراش کر لائیں پھر اس کو باندھنے کے بعد جماعت کے نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے کہ یہ ہمارا پہلا قومی جھنڈا ہے پھر آئندہ اسکی نقل کروالی جائے اس طرح جماعت کی روایات اس سے اس طرح وابستہ ہو جائیں گی کہ آئندہ آنے والے لوگ اسکے تئیں ہر قربانی کے

لئے تیار ہونگے''۔(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 63)

تجویز مشاعرہ: اسکے بعد دوسری تجاویز پر بحث اور فیصلے ہوئے ان کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے ایک تجویز مشاعرہ کے متعلق تھی اس پر مختلف لوگوں نے اظہار خیال کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس پر فرمایا:۔''بعض دوستوں نے تجویز پیش کی ہے کہ مشاعرہ کا انتظام ہو اور بعض نے یہ کہ کوئی علیحدہ انتظام نہ ہو بلکہ اگر کوئی اپنی کسی خاص قلبی تحریک کے ماتحت کوئی نظم کہے تو دوسری تقریروں وغیرہ کے دوران میں وہ بھی سنادے۔''اس پر رائے لی گئی تو 324 احباب نے اس کے حق میں رائے دی کہ جلسہ پر ہی نظمیں سنادی جائیں 33 نے کہا کہ علیحدہ انتظام ہو۔حضور نے اس تجویز کے متعلق بعض باتیں سامنے لاتے ہوئے فرمایا:۔''مگر موجودہ حالات میں میری رائے یہی ہے کہ مشاعروں میں تکلف زیادہ پایا جاتا ہے اور اس لئے بجائے اسکے عام تحریک کر دینی چاہئے کہ دوست شعر کہیں......اور اس طرح جو نظمیں آئیں ان کو تقریروں کے دوران ہی پڑھنے کا موقع دے دیا جائے ......نظمیں پہلے سے دیکھ لینی چاہئیں کہ بلاوجہ لمبی نہ ہوں ،خلاف ادب مضامین ان میں نہ ہوں ،خلاف علم نہ ہوں......''(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 68,67)

جلوس کی تجویز: ایک تجویز جلوس بنا کر چلنے کے حق میں بھی تھی اس پر حضور نے مثالیں دے کر فرمایا کہ ہمارے جلوس کا طریق غلط ہے اسے ایک تماشا بنالیا جاتا ہے اس میں بناوٹ یا تصنع کی کوئی ضرورت نہیں حضور نے فرمایا:۔''پس میں سب کمیٹی کی تجویز کو اس شرط پر منظور کرتا ہوں کہ وقار دینی کو مدنظر رکھا جائے ایسا طریق اختیار کیا جائے جس سے احمدیت کی شوکت کا اظہار ہو اور ایسا نہ ہو جس سے اسکے وقار کو صدمہ پہنچے۔''(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 71)

چراغاں کا فیصلہ: چراغاں کے متعلق تجویز پر حضرت مصلح موعود نے سب سے پہلے تو ممبران شوریٰ سے رائے لی کہ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ چراغاں کرنا جائز ہے اور اس موقع پر بھی ہونا چاہئے وہ کھڑے ہو جائیں۔اس پر 430 لوگوں نے حق میں رائے دی اور 13 لوگوں نے خلاف رائے دی۔اس پر حضور نے تفصیل اور وضاحت سے لوگوں کے سامنے بعض باتیں رکھیں اور فرمایا:۔''جیسا کہ پہلے بیان کر چکا ہوں حضرت مسیح موعودؑ سے چراغاں ثابت ہے آپ نے دوبار ملکہ وکٹوریہ اور غالباً شاہ ایڈورڈ کی جوبلیوں پر چراغاں کروایا۔یا شاید دونوں جوبلیاں ملکہ وکٹوریہ کی ہی تھیں۔......چونکہ بچپن میں ایسی باتیں اچھی لگتی ہیں اس لئے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ (۔)مبارک کے کناروں پر چراغ جلائے گئے اور بنولے ختم ہو گئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے آدمی بھیجا کہ جا کر اور لائے۔ہمارے مکان پر بھی بیت الذکر میں بھی اور مدرسہ پر بھی چراغ جلائے گئے تھے......دین میں خوشیاں ایسے رنگ میں منائی جاتی ہیں کہ بنی نوع انسان کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے......حضرت مسیح موعود نے جو چراغاں کروایا وہ ایک سیاسی مصلحت پر مبنی تھا......حضرت مسیح موعودؑ نے شاہی جوبلیوں کے موقع پر چراغاں کیا ہے کیونکہ سارے ملک میں کیا گیا تھا......اس وقت ضرورت تھی آپ نے ایسا کردیا......پس میں یہی فیصلہ کرتا ہوں کہ منارۃ المسیح پر روشنی کا انتظام کر دیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی روشنی کو جو بڑھایا ہے اسکا ظاہری طور پر بھی اظہار ہو جائے''۔

(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 76)

مذاہب کانفرنس کی تجویز: ایک تجویز تھی کہ جلسہ کے موقع پر مذاہب کانفرنس بھی منعقد ہو اس کے حق میں بھی اکثریت کی رائے تھی لیکن حضور نے فرمایا:۔''جلسہ کے تین دن ہوتے ہیں اور روزانہ تقریروں کا وقت چھ سات گھنٹوں سے زیادہ نہیں ہوتا......اور اس کانفرنس میں شمولیت کے لئے ہمیں لازمی طور پر دعوت عام دینی پڑے گی ورنہ لوگ سمجھیں گے کہ

اپنے ڈھب کے آدمی بُلا لئے ہیں.....اگر جلسہ کے تینوں دن بھی اسکے لئے وقف کر دیئے جائیں تب بھی سب کو موقع نہ مل سکے گا۔پھر زبان کے مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض لوگ اُردو میں تقریر نہیں کر سکتے اور اس اجتماع میں لوگوں کو بُلا کر انگریزی میں تقریریں کرانے کا یہ مطلب ہوگا کہ اپنے جلسہ کو خراب کیا جائے.....اسکے علاوہ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ہمارا یہ جلسہ تبلیغی نہیں بلکہ تنظیمی ہوتا ہے اس لئے اس پر کسی غیر احمدی یا غیر مبائع کو تقریر کا موقع نہیں دیا جا سکتا.....پس یہ تجویز میرے نزدیک کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں.....پھر اسکے علاوہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اگر ایک دفعہ ہم غیروں کو تقریر کی اجازت دے دیں تو وہ ہمیشہ بھی اسکا مطالبہ کرتے رہیں گے۔".....حضور نے فرمایا "اس لئے میں اس ترمیم کے خلاف اور اقلیت کے حق میں فیصلہ دیتا ہوں۔"نوٹ: (یہ ترمیم حضرت مولانا ابو العطاء صاحب نے پیش کی تھی کہ اس جلسہ کے موقع پر حضرت مسیح موعودؑ کی اس خواہش کو سامنے رکھ کر ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی جائے جس میں مختلف مذاہب کے نمائندے اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کریں) (رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 79,78)

پھر ایک تجویز جسمانی کھیلوں کا مقابلہ کروانے کی تھی اسکو بھی حضور نے رد فرمایا کہ "مذہبی تقاریب میں ایسی باتیں گو جائز بھی ہوں مگر انکے وقار کے منافی ہیں۔" ایک تجویز تھی کہ جماعتیں اپنا اپنا جھنڈا یعنی موٹو تیار کر کے لائیں۔اس پر حضور نے فرمایا:۔"اس میں اپنا اپنا جھنڈا کے الفاظ غلط ہیں تجویز کا مطلب ہے جماعتیں اپنا اپنا بورڈ ساتھ لائیں۔"

جلسہ کی فلم بنانے کی تجویز: ایک تجویز تھی کہ جلسہ کی فلم بنائی جائے۔باقاعدہ کسی فلم کمپنی کی خدمات حاصل کی جائیں۔اس پر مختلف لوگوں نے بحث میں حصہ لیا۔حضرت مصلح موعود نے سب سننے کے بعد فرمایا:۔

"غالب کا ایک شعر ہے۔

حضرت ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرش راہ
کوئی ہم کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائیں گے کیا

.......کسی کمپنی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ آکر اس جماعت کی کسی تقریب کی فلم تیار کرے جس نے جا کر اسے دیکھنا ہی نہیں"حضور نے اس سلسلہ میں مزید فرمایا:۔"سینما اپنی ذات میں بُرا نہیں بلکہ اس زمانہ میں اسکی جو صورتیں ہیں وہ مخرب اخلاق ہیں اگر کوئی فلم کلی طور پر تبلیغی یا تعلیمی ہو اور اس میں کوئی حصہ تماشا وغیرہ کا نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں میری یہی رائے ہے کہ تماشا تبلیغی بھی ناجائز ہے ہم جب ولائیت میں گئے تو بعض لوگوں نے کہا کہ (ندا) دیں یا نماز پڑھائیں کہ ہم اسکی تصویر لیں مگر میں نے کہا کہ تماشا کے لئے میں ایسا نہیں کر سکتا۔"پھر فرمایا:"لاہور میں ایک شخص نے سینما دیکھا دوسرے نے کہا اس کی تو ممانعت ہے تو اس نے کہا کہ سات سال بعد تو اجازت ہو جائے گی اگر میں نے پہلے دیکھ لیا تو کیا ہوا لیکن اسکی دوبارہ اجازت کا خیال آپ لوگوں کو دل سے نکال دینا چاہئے کیونکہ اس میں روپیہ کے ضیاع کے علاوہ اخلاق کی بھی تباہی ہے ....جب تک فلمیں مخرب اخلاق رہیں گی اسکی ممانعت رہے گی اسی طرح جب کسی فونوگراف کے ریکارڈ مخرب اخلاق ہوں تو اسکی بھی ممانعت ہوگی لیکن اگر فلمیں تعلیمی ہوں تو اسکی ممانعت نہیں ہوگی۔"(رپورٹ مجلس مشاورت 1939ء صفحہ 85 تا 87) جماعتوں کی طرف سے ایڈریس پیش کرنے کی تجویز بھی دی گئی۔یہ تو تمام کارروائی مجلس شوریٰ کی تھی اب ہم جوبلی کے جلسہ کی طرف آتے ہیں۔خلافت جوبلی کمیٹی نے دوران سال اپنے متعدد اجلاسات کے صاحب صدر جو کہ حضرت چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب تھے چونکہ قادیان بلکہ ملک سے بھی باہر تشریف لے گئے تھے اس لئے وہ تمام اجلاسوں میں

شریک نہ ہوسکے اور انکی غیر حاضری میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صدارت کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔

جھنڈے کا ڈیزائن حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب لکھتے ہیں:۔سب سے اہم کام احمدیہ جھنڈے کے متعلق تھا اوّل تو اس کے ڈیزائن یعنی شکل کا فیصلہ دوئم رفقاء اور رفیقات حضرت مسیح موعود سے اسکے اخراجات کے لئے چندہ وصول کرنا سوئم ان سے کپڑا تیار کرانا چہارم جھنڈے کی لمبائی چوڑائی وغیرہ کا فیصلہ کرکے اسکو بنوانا پنجم پول تیار کرانا ششم جھنڈے کا نصب کرنا ہفتم اسکا لہرانا۔چونکہ یہ کام اپنی نوعیت کے لحاظ سے ہمارے لئے بالکل نئی قسم کا تھا اس لئے ہر مرحلہ پر اور آخر وقت تک ہمیں ہر قسم کی مشکلات کا سامنا رہا۔" (روداد جلسہ جوبلی صفحہ ب از حضرت مولانا عبدالرحیم درد صاحب) اس کام کے لئے ہندوستان کی مشہور دوکانوں اور بعض دفاتر سے خط و کتابت کی گئی الفضل میں اعلان بھی شائع کئے گئے اگر کسی کو اس کام سے واقفیت ہو تو وہ اس سلسلہ میں مشورہ دے مگر کہیں بھی کامیابی نہ ہوئی اور کوئی تجربہ کار شخص نہ مل سکا۔درد صاحب فرماتے ہیں:۔"لیکن یہ کام چونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا اس لئے باوجود ہماری ناواقفیت کے اس کو خیر و خوبی کے ساتھ اپنی تکمیل کو پہنچا کہ ممبران کمیٹی جنکے دل اس خوف سے بیٹھے جا رہے تھے کہ عین وقت پر خدا جانے کیا ہوگا؟ بے اختیار خوشی اور مسرت سے بس اچھل ہی پڑے اور ہر اس احمدی کے لئے جو اس وقت موجود تھا یہ تقریب ایسی روح پرور اور جوش پیدا کرنے والی تھی کہ اس کیفیت کو الفاظ میں بند کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔" (روداد جلسہ خلافت جوبلی صفحہ ب) جھنڈے کے ڈیزائن کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ایک کمیٹی بنائی ہوئی تھی جسکے ممبران حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت میر محمد اسحٰق صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب تھے۔مختلف نمونے جھنڈے کی شکل کے حضور کی خدمت میں پیش کئے گئے بالآخر جھنڈے کی موجودہ شکل کا نمونہ حضور نے پسند کیا۔

جھنڈے کی تیاری: مشاورت میں حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء سے پیسہ پیسہ یا دھیلہ دھیلہ جمع کرکے تھوڑی سی روئی خریدی جائے رفیقات اسکو کاتیں اسکے سوت سے رفقاء ہی کپڑا تیار کریں اور رفقاء ہی اچھی سی لکڑی بانس کے لئے تراش کر لائیں۔چنانچہ اسکے لئے رفقاء سے چندہ کی اپیل کی گئی اور شروع میں اس فنڈ میں محاسب میں 23,8,3 روپے جمع ہوگئے لیکن یہ رقم بہت کم تھی بعض رفقاء کو غلط فہمی ہوگئی تھی کہ شاید ایک پیسہ سے زیادہ چندہ نہیں لیا جائے گا چنانچہ دوبارہ تحریک کی گئی اور قادیان اور اسکے اردگرد کے علاقہ کے رفقاء سے 25 پیسے تک چندہ لیا گیا بعض نے اس سے زیادہ دیا اس طرح 130 روپے کے قریب جمع ہوگیا روئی کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو یہ خیال آیا کہ اگر ایسی کپاس مل جائے جسے رفقاء نے کاشت کیا ہو تو بہت اچھا ہو۔اس پر حضور کو اطلاع ملی کہ سندھ میں ایسی کپاس موجود ہے مگر وہاں سے ایسی کپاس نہ مل سکی۔حضرت درد صاحب فرماتے ہیں:۔"اللہ تعالیٰ نے حضور کی اس مبارک خواہش کو اور طرح پورا فرمادیا میاں فقیر محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ونجواں ضلع گورداسپور جو رفیق ہیں قادیان تشریف لائے اور کچھ سوت حضرت (...) اماں جان کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ انہوں نے اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے چونکہ ارشاد فرمایا تھا اس لئے میں نے اپنے ہاتھ سے بیج بویا اور پانی دیتا رہا اور پھر چنا اور رفقاء سے دھنوایا اور اپنے گھر میں اسکو کتوایا ہے۔حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے وہ سوت خاکسار کے پاس بھیج دیا میں نے امیر صاحب ونجواں سے دریافت کیا کہ ان کے پاس اگر ان کی کاشت کی ہوئی روئی میں سے کچھ اور ہو تو وہ بھی ہمیں دے دیں چنانچہ بھائی عبدالرحمٰن قادیانی کے ذریعے فوراً آٹھ دس سیر روئی قادیان پہنچ گئی جو میں نے سیکرٹری صاحبہ لجنہ اماء اللہ (اس وقت لجنہ کی جنرل سیکرٹری حضرت سیّدہ اُمّ طاہر صاحبہ تھیں) کی خدمت میں اس

درخواست کے ساتھ بھیج دی کہ وہ رفیقات کے ذریعہ حضرت اقدس کے ارشاد کے ماتحت اس روئی کا سوت تیار کروالیں چنانچہ انہوں نے نہایت مستعدی کے ساتھ دار المسیح موعودؑ میں رفیقات سے سوت کتوا کر مجھے بھجوادیا۔ فجزاھن اللہ احسن الجزاء۔" (روداد جلسہ جوبلی 1939 صفحہ ج۔د)

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمدؒ نے اس سوت سے کپڑے بُننے والے رفقاء کے ذریعہ قادیان اور تلونڈی میں کپڑا بُنوایا۔ ارکان کمیٹی کی تجویز کے مطابق 18 فٹ لمبا اور 9 فٹ چوڑا کپڑا سلوایا گیا جسے رفقاء درزیوں نے تیار شدہ کپڑے میں جوڑ ڈال کر تیار کیا حضرت درد صاحب فرماتے ہیں:۔ "اب اس جھنڈے کے اوپر جھنڈے کی شکل نقش کرانا تھی جس کے لئے ملک عطاالرحمٰن صاحب ...... تحریک جدید بہت شکریہ کے قابل ہیں جنہوں نے اس کام کے لئے دوڑ دھوپ کی اور شاہدرہ سے محنت اور شوق سے اس کام کو تکمیل تک پہنچایا اس ضمن میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بھی اس میں بہت دلچسپی لی۔" (روداد جلسہ جوبلی صفحہ 7) (حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ) جھنڈے کے پول کے بارہ میں پہلے فیصلہ تھا کہ لکڑی کا بانس ہو لیکن 62 فٹ لمبی خوبصورت لکڑی کا ملنا مشکل تھا اس لئے فیصلہ ہوا کہ پانپ کرایہ پر لے کر اس سے کام چلایا جائے لیکن اسکے کھڑے ہونے کا سوال بھی کافی ٹیڑھا تھا وقت بہت کم تھا لیکن حضرت بابو اکبر علی صاحب کی کوشش سے یہ کام بھی خیر و خوبی سے ہوگیا۔ جھنڈے کی شکل کا فیصلہ ہوکر (رفقاء) اور (رفیقات) کے ہاتھوں کپڑا تیار ہو چکا تھا اور مینارہ بیضا کی شکل ادھر اُدھر بدر اور ہلال بھی سیاہ زمین پر نہایت خوشنما کپڑے کے دونوں طرف بن گئے تھے پول بھی حضور کے فیصلہ کے مطابق سٹیج کے ساتھ مشرق کی طرف اپنی مقررہ جگہ پر کھڑا ہو چکا تھا مگر فکر یہ تھا کہ جھنڈا جب اوپر جائے گا تو لہرائے گا بھی یا نہیں باہر کے لوگوں کی رائے کے مطابق جھنڈے ریشم کے بنتے ہیں اور ہلکا ہونے کی وجہ سے اوپر جا کر لہراتے ہیں مگر ہمارا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے نرالہ تھا کپڑا موٹا اور بھاری تھا اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ وہ اوپر جا کر اکٹھا ہوکر لٹک جائے گا اور نظر نہیں آسکے گا لیکن جس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ربنا تقبل منا کی دعاؤں کے ساتھ اپنی نہایت ہی شیریں اور پر جوش آواز سے لوائے احمدیت کو اس تاریخی موقع پر اپنے مبارک ہاتھوں سے نصب کر کے بلند کرنا شروع کیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ملائک اس کو اپنے ہاتھوں میں تمام زائرین کو اسکی ہر طرف کھول کھول کر دکھا رہے ہیں اور جب تک سب نے اچھی طرح نہ دیکھ لیا وہ اپنی نرالی شان سے حاضرین کو گرویدہ بناتا رہا اور یہ تقریب نعرہ ہائے تکبیر پر ختم ہوئی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک (روداد جلسہ خلافت جوبلی صفحہ 6) اسکے بعد حضور نے تمام جماعت سے عہد دہرایا جسکا ذکر آگے آئے گا۔ (روداد جلسہ خلافت جوبلی 1939ء اسکے بعد لوائے احمدیت بلند کیا گیا آخر میں حضور نے صدر انجمن احمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ اسے دو ناظروں کے سپرد کیا جائے جو اسکی حفاظت کے ذمہ دار ہونگے اسے نہایت مضبوط تالوں میں رکھیں اسکی دو چابیاں ہوں وہ دونوں مل کر اس کو کھول سکیں۔ 2 بج کر 25 منٹ پر اس اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔"

(روداد جلسہ خلافت جوبلی 1939ء)

جھنڈے کا لہرایا جانا: "الفضل" اس روداد کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔ "جھنڈے کو بلند کرنے کے لئے سٹیج کے شمال مشرقی کونہ کے ساتھ آہنی 62 فٹ بلند پول پانچ فٹ اونچا چبوترہ بنا کر کھڑا کیا گیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج سے اتر کر 2 بج کر 4 منٹ پر اس چبوترہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تمام احباب ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم کی دعا پڑھتے رہیں۔ یہ دعا پڑھتے ہوئے اور اس نظارہ سے متاثر ہوکر بہتوں کی آنکھوں میں

آنسو بھر آئے اور تمام مجمع پر رقت طاری ہوگئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی رقت انگیز آواز میں ربنا تقبل منا ...... بآواز بلند پڑھ رہے تھے۔ لپٹے ہوئے پھریرے کے کھلنے کے بعد حضور نے فعرہ ہائے تکبیر کے درمیان جھنڈے کی رسی کو کھینچا اور جھنڈا اوپر تک اس طرح لپٹا ہوا گیا کہ اسکے نقوش نظر نہ آسکتے تھے لیکن اسکے اوپر پہنچتے ہی ہوا کا ایک ایسا جھونکا آیا کہ تمام جھنڈا مکمل کر لہرانے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد جب تمام مجمع نے اچھی طرح دیکھ لیا تو ہوا پھر تھم گئی۔'' (الفضل 3 جنوری 1939ء) پھر حضور نے 2 بج کر 12 منٹ پر خدام الاحمدیہ کا جھنڈا لہرایا الفضل کی رپورٹ کے مطابق:۔'' اسکے لئے دراصل خدام الاحمدیہ نے اپنے 25 دسمبر کے جلسہ میں وقت رکھا تھا مگر حضور کے اس ارشاد پر کہ جب تک جماعت احمدیہ کا جھنڈا نہ بلند کیا جائے اور اسے جماعت کے سامنے پیش نہ کرلیا جائے اس وقت تک کسی اور مجلس کا جھنڈا لہرانا مناسب نہیں اسے ملتوی کر دیا گیا۔ اس کے لئے بھی سٹیج کے شمالی مغربی کونے کے ساتھ لکڑی کا پول چبوترہ بنا کر کھڑا کیا گیا تھا۔ یہ جھنڈا بھی سیاہ رنگ کے کپڑے کا ہے جس پر چھ سفید دھاریاں ہیں درمیان میں منارۃ المسیح ایک طرف بدر اور دوسری طرف ہلال کا نشان ہے۔'' (الفضل 3 جنوری 1940ء)

لجنہ کا جھنڈا: خواتین کے جلسہ میں بھی اسی دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے لجنہ کا جھنڈا لہرایا۔ حضرت سیدہ امّ طاہر حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جو اس وقت جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ تھیں تحریر فرماتی ہیں:۔''28 دسمبر 2 بجے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے اس وقت جھنڈا لہرایا جب حضور مردانہ جلسہ سے فارغ ہوکر تشریف لائے حضور نے دعا کرتے ہوئے جھنڈا لہرایا جھنڈے کا بانس 35 فٹ لمبا اور کپڑا پونے چار گز لمبا اور سوا 2 گز چوڑا ہے جس پر مردانہ جھنڈے کے نقوش کے علاوہ تین کھجور کے درخت ہیں جن کے نیچے چشمہ ہے اس جھنڈے کے نقوش ریشم کے مختلف رنگوں کے دھاگے کے ہیں جو مشین سے کاڑھے گئے تھے کپڑا سیاہ کاٹن کا ہے۔'' (الفضل 3 جنوری 1940ء)

جھنڈے کی حفاظت: افسوس یہ جھنڈا 11 اپریل 1948ء میں لاہور سے ربوہ آتے ہوئے گم ہوگیا تھا دوبارہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اجازت سے لجنہ نے یہ جھنڈا دوبارہ بنوایا اس کی لمبائی چوڑائی اصل جھنڈے کے مطابق رکھی گئی مکرمہ خورشید صاحبہ ٹیچر دستکاری سکول کے ذریعہ یہ جھنڈا بنوایا گیا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء لوائے احمدیت لہرانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا:۔''اس وقت سے اس جھنڈے کی حفاظت کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ 12 آدمیوں کا پہرہ مقرر کرے اور کل نماز جمعہ کے بعد اسے دو ناظروں کے سپرد کر دے جو اسکی حفاظت کے ذمہ دار ہونگے وہ نہایت مضبوط تالے میں رکھیں جس کی دو چابیاں ہوں اور وہ دونوں مل کر اسے کھول سکیں۔'' (الفضل 3 جنوری 1940ء صفحہ 9 کالم 4) حضور نے اس بارہ میں یہ بھی فرمایا:۔''ہر وقت کم از کم بارہ خدام اس کے پہرہ پر رہیں'' حضور نے چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر کو خدام کے پہلے گروہ کے انتخاب کا ارشاد فرمایا چنانچہ حسب ذیل اراکین اسکی حفاظت پر مقرر ہوئے۔ صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب، نواب عباس احمد خان صاحب، سیٹھ محمد اعظم خان صاحب، حیدرآبادی، سیٹھ محمد معین الدین صاحب، چوہدری مشتاق احمد باجوہ صاحب، سعید احمد صاحب فاروقی، مولوی دل محمد صاحب مربی سلسلہ، مولوی محمد عبداللہ صاحب اعجاز، شیخ ناصر احمد صاحب، ملک عمر علی صاحب کھوکھر، چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر، مولوی عبدالکریم صاحب شرما، محبوب عالم صاحب خالد، حافظ قدرت اللہ صاحب تھے۔ صدر محترم حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب اور چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر نے پہرہ کی نگرانی کی۔ اسکے بعد

اراکین کا انتخاب کر کے ہر چار گھنٹہ کے لئے علیحدہ گروپ بنا دیئے گئے۔ اس پہرہ کے دوران میں ایک ایسا وقت بھی آیا جب لوائے احمدیت کے اردگرد پہرہ دینے والے محافظین سب کے سب خاندان مسیح موعودؑ کے افراد تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 576) دوسرے دن نماز جمعہ کے بعد لوائے احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح کی زیر ہدایت صدر انجمن کے دو ناظروں خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر مال اور سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ کے سپرد کر کے رسید لے لی گئی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ 29 دسمبر 1939ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت لوائے احمدیت 3 بج کر 35 منٹ پر وصول پایا۔ چونکہ سلسلہ کی تاریخ میں یہ ایک خاص تقریب تھی اور سلسلہ کی سچائی کا ایک نشان تھی اس لئے یہ تجویز کیا گیا تھا ملک کے ہر حصے اور ہر طبقے کے لوگوں کو اسکی اطلاع کر دی۔ چنانچہ ملک غلام فرید صاحب نے ایک فہرست تیار کی جس میں ہر مذہب اور قوم کے چنیدہ لوگوں کے نام تھے۔ ان میں سے کچھ نام منتخب کر کے ان کو دعوت نامے بھیجے گئے پچاس کے قریب لوگ دعوت پر قادیان آ گئے اسکے علاوہ انفرادی تعلقات کی بنا پر بہت سے لوگ اس جلسے میں شامل ہوئے۔ 28 تاریخ صبح 9 بجے قادیان کی مختلف اطراف سے لوگ گروہ در گروہ جلسہ گاہ کی طرف آنے شروع ہوئے۔ ہر دستے نے اپنے آگے ایک چھوٹا جھنڈا دو بانسوں میں اٹھایا ہوا تھا جنکے مختلف رنگ تھے اور ہر جھنڈے پر ایک شعر لکھا ہوا تھا اور اپنی اپنی جماعت کا نام بھی اس کام کے لیے کمیٹی نے قادیان کے ایک دکاندار کے ذریعہ یہ جھنڈے تیار کروا لئے تا کہ جماعتیں یہاں آ کر اپنی پسند کے مطابق خرید لیں ایک گھنٹہ کے اندر اندر تمام جلسہ گاہ بھر گئی تمام لوگ اخلاص اور عقیدت سے سرشار مگر وقار کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور تمام جھنڈے جلسہ گاہ کے گرد آخری قطاریں لگا دیئے گئے۔ حضرت مصلح موعود کی آمد پر اھلاً و سھلاً و مرحبا کے نعرے فیصلہ کے مطابق نہایت شان سے لگائے گئے۔ اس موقع پر مختلف تنظیموں اور مجالس کی طرف سے حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش کئے گئے اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تقریر کی جس میں بعض نقائص کی طرف بھی اشارہ کیا آپ نے فرمایا:۔

حضرت مصلح موعود کا خطاب: بعض ایڈریس ایسی زبانوں میں پیش کئے گئے جنہیں نہ میں سمجھ سکا نہ آپ اور میں نے محسوس کیا کہ یہ بناوٹ ہے اور منتظمین دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں کہ ہم میں ایسی ایسی زبانیں جاننے والے لوگ موجود ہیں دوسری بات کی طرف آپ نے توجہ دلائی کہ مجھے بتایا گیا تھا کہ ہر نمائندہ 3 منٹ لے گا لیکن سوائے اس ایڈریس کے جو ہندوستان کی جماعتوں کی طرف سے پیش کیا گیا کسی نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا پھر وہ جس طرح پیش کیا گیا ہے اس میں حقیقی (دینی) سادگی کا نمونہ نظر آتا ہے اس لئے میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ (یہ ایڈریس حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھا تھا) حضور نے مزید فرمایا:۔ جب سے یہ خلافت جوبلی کی تحریک شروع ہوئی ہے میری طبیعت میں ہمیشہ ایک پہلو سے انقباض سا رہتا آیا ہے......... میں یہی سوچتا رہا ہوں کہ ایسا کرتے ہوئے ہم کوئی ایسا روشندان تو نہیں کھول رہے کہ جس سے شیطان کو حملہ کا موقع مل سکے...... اس کے متعلق سب سے پہلا انشراح صدر مجھے مولوی جلال الدین صاحب شمس کا ایک مضمون الفضل پڑھ کر ہوا جس میں لکھا تھا کہ اس وقت گویا ایک اور تقریب بھی ہے اور وہ یہ کہ سلسلہ کی عمر 50 سال پوری ہوتی ہے۔ تب میں نے سمجھا کہ یہ تقریب کسی انسان کے بجائے سلسلہ سے منسوب ہو سکتی ہے۔ دوسرا انشراح مجھے اس وقت پیدا ہوا جب درثمین سے وہ نظم پڑھی گئی جو آمین کہلاتی ہے۔ اس کو سن کر مجھے خیال آیا کہ یہ تقریب حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی کو بھی پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور اس خوشی میں بھی شریک ہو سکتا ہوں اور میں نے سمجھا کہ گو اپنی ذات کے لئے اسکو منائے جانے کے متعلق مجھے انشراح نہ تھا مگر حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے پورا ہونے کے لحاظ سے انشراح ہو گیا......... جب یہ

آمین لکھی گئی اور حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ اسے دین کی خدمت کی توفیق عطا کر...... حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کی تھی کہ اس سے ہر اندھیرا دور ہو دشمنوں کی طرف سے مجھ پر کئی حملے کئے گئے اعتراضات کئے گئے اور کہا کہ ہم خلافت کو مٹا دیں گے اور یہی وہ اندھیرا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا اور خلافت جوبلی کی تقریب منانے کے متعلق میرے دل میں جو انقباض تھا وہ اس وقت یہ نظم سن کر دور ہوگیا......... ورنہ مجھے تو شرم آتی ہے کہ میری طرف یہ تقریب منسوب ہو مگر ہمارے سب کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسکے ذریعہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی باتیں پوری ہوتی ہیں اس لئے اس کے منانے میں کوئی حرج نہیں...... نہ میرے علم نے کوئی کام کیا اور نہ آپ کی قربانی نے جو کچھ ہوا خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوا اور ہم خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نشان دکھایا دنیا نے چاہا کہ ہمیں مٹا دیں مگر خدا تعالیٰ نے نہ مٹایا اور یہ نظارہ دیکھ کر میرے دل میں جو انقباض تھا وہ سب دور ہوگیا اس لئے جن دوستوں نے اس تقریب پر اپنی انجمنوں کی طرف سے ایڈریس پڑھے ہیں ...... میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں...... اور دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی کے اور جو دن باقی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دین کی خدمت، (دین) کی تائید اور اسکے غلبہ اور مضبوطی کے لئے صرف کرانے کی توفیق عطا فرمائے ......" اسکے بعد حضرت میر محمد اسحٰق صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور کہا کہ پروگرام میں اس وقت میری کوئی تقریر نہیں لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی نظم آمین کے جو ابھی پڑھی گئی ہے ایک شعر کے متعلق مختصراً کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اس وقت جماعت کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ایک حقیری رقم پیش کی جانے والی ہے۔ جس سے حضور کی وہ دعا کہ **"دے اسکو عمر و دولت"** کی قبولیت بھی ظاہر ہوگی ...... میں آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ تشریف لا کر یہ رقم حضور کی خدمت میں پیش کریں۔" اس کے بعد چیک کی صورت میں چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب نے یہ رقم پیش کی اور کہا کہ حضور اسے قبول فرمائیں اور جس رنگ میں چاہیں اسے استعمال فرمائیں۔ اسکے بعد حضور نے فرمایا:۔"...... جس وقت آمین پڑھی جا رہی تھی میرے دل میں ایک تحریک ہوئی تھی وہ دراصل یہی مصرعہ تھا جسکا ذکر میر صاحب نے کیا ہے لیکن چونکہ ابھی تک وہ رقم مجھے نہ دی گئی تھی اس لئے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ پہلے ہی اس کا ذکر کروں اس کے لئے میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری حقیقی دولت تو دین ہی ہے دین کے بغیر دولت کوئی چیز نہیں اور اگر دین ہو اور دولت نہ ہو تو بھی ہم خوش نصیب ہیں مجھے یہ علم پہلے سے تھا کہ یہ رقم اس موقع پر پیش کی جائے گی اور اس دوران میں یہ غور بھی کرتا رہا ہوں کہ اسے خرچ کس طرح کیا جائے لیکن بعض دوست بہت جلد باز ہوتے ہیں اور وہ اس عرصہ میں مجھے کئی مشورے دیتے رہے کہ اسے یوں خرچ کیا جائے۔ اور فلاں کام پر خرچ کیا جائے یہ بات مجھے بہت بُری لگتی تھی ایک طرف تو اس کا نام تحفہ رکھا جاتا ہے اور دوسری طرف اس کے خرچ کرنے کے متعلق مجھے مشورے دیئے جا رہے ہیں اگر یہ تحفہ ہے تو اس سے مجھے اتنی تو خوشی حاصل ہونی چاہئے کہ میں نے اسے اپنی مرضی سے خرچ کیا ہے۔ بہر حال میں اس امر پر غور کرتا رہا ہوں کہ اسے کس طرح خرچ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس سے برکات خلافت کے اظہار کا کام لیا جائے۔...." (خلفاء کے کاموں کا ذکر کر کے فرمایا) "پس یہ خلفاء کے چار کام ہیں اور انہی پر یہ روپیہ خرچ کیا جائے گا پہلے اسے کسی نفع مند کام پر لگا کر ہم اس سے آمد کی صورت پیدا کریں گے پھر اس آمد سے یہ کام شروع کریں گے ایک تو ایسا اصولی لٹریچر شائع کریں گے کہ جس سے ہندو، سکھ، دینی اصول سے آگاہی حاصل کر سکیں۔..... پھر ایک حصہ (اہل دین) میں (دعوت الی اللہ) پر خرچ کیا جائے ایک آرٹ، سائنس، انڈسٹری اور زراعت وغیرہ کی تعلیم پر اور ایک حصہ نظام سلسلہ پر دشمنوں کے حملہ کے مقابلہ کے لئے (جو لوگ

خلافت پر اعتراض کرتے ہیں ان کے رڈ کے لئے لٹریچر تیار ہوں) پھر حضور نے فرمایا: ''اب میں جھنڈے کے نصب کرنے کا اعلان کرتا ہوں جھنڈا نصب کرنے کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کانگرس کی رسم ہے لیکن اس طرح تو بہت سی رسمیں کانگرس کی نقل قرار دینی پڑیں گی۔ ...... حقیقت یہ ہے کہ یہ کانگرس کی نقل نہیں۔ رسول کریم ﷺ نے خود جھنڈا باندھا اور فرمایا کہ یہ میں اسے دوں گا جو اس کا حق ادا کرے گا۔ پس یہ کہنا کہ یہ بدعت ہے تاریخ اسلام سے ناواقفیت کی دلیل ہے جھنڈا لہرانا ناجائز نہیں ہاں البتہ اس ساری تقریب میں میں ایک بات کو برداشت نہیں کر سکا اور وہ ایڈریسوں کا چاندی کے خولوں وغیرہ میں پیش کرنا ہے اور چاہے آپ لوگوں کو تکلیف ہو میں حکم دیتا ہوں کہ ان سب کو بیچ کر قیمت جوبلی فنڈ میں دے دی جائے۔ پس جھنڈا رسول کریم ﷺ سے ثابت ہے ...... کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے تو جہاد سے ہی منع کر دیا ہے پھر جھنڈے کی کیا ضرورت ہے مگر میں کہوں گا کہ اگر لوہے کی تلوار کے ساتھ جہاد کرنے والوں کے لئے جھنڈا ضروری ہے تو قرآن کی تلوار سے لڑنے والوں کے لئے کیوں نہیں؟ اگر اب ہم لوگ کوئی جھنڈا معیّن نہ کریں گے تو بعد میں آنے والے ناراض ہونگے اور کہیں گے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ کے (رفقاء) ہی جھنڈا بناجاتے تو کیا اچھا ہوتا۔ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے منہ سے ایک مجلس میں یہ سُنا ہے کہ ہمارا ایک جھنڈا ہونا چاہئے۔ جھنڈا لوگوں کے جمع ہونے کی ظاہری علامت ہے اور اس سے نوجوانوں کے دلوں میں ایک ولولہ پیدا ہوتا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود

یعنی میرے جھنڈے کی پنہ ہر سعید کو حاصل ہوگی اور اس لحاظ سے بھی ضروری ہے کہ ہم اپنا جھنڈا نصب کریں تا سعید روحیں اس کے نیچے آکر پناہ لیں یہ ظاہری نشان بھی بہت اہم چیزیں ہوتی ہیں ...... پس جھنڈا نہایت ضروری ہے اور بجائے اس کے کہ بعد میں آکر کوئی بادشاہ اسے بنائے یہ زیادہ مناسب ہے کہ یہ (رفقاء) حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں اور موعود خلافت کے زمانہ میں بن جائے اگر اب کوئی جھنڈا نہ بنے تو بعد میں کوئی جھنڈا کسی کے لئے سند نہیں ہوسکتا ...... ہر قوم اپنا اپنا جھنڈا ہی آگے کرے گی ...... آج یہاں سب قوموں کے نمائندے موجود ہیں ...... اس لئے جو جھنڈا آج نصب ہوگا اس میں سب قومیں شامل سمجھی جائیں گی۔ ...... اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ جھنڈا بنانے کی توفیق دی جس میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شعر ظاہری رنگ میں بھی پورا ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے کہ ہم لوگوں کو باطن کا بھی خیال رہے اور یہ محض ظاہری رسم ہی نہ رہے میں نے ایک اقرار نامہ تجویز کیا ہے پہلے میں اسے پڑھ کر سناتا ہوں اس کے بعد میں پڑھتا جاؤں گا دوست اسے دہراتے جائیں اقرار نامہ یہ ہے:۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے دین حق اور احمدیت کے قیام، اس کی مضبوطی اور اس کی اشاعت کے لئے آخر دم تک کوشش کرتا رہوں گا اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس امر کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کروں گا کہ احمدیت یعنی حقیقی دین دوسرے سب دینوں اور سلسلوں پر غالب رہے اور اس کا جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہو بلکہ دوسرے سب جھنڈوں سے اونچا اڑتا رہے۔ اللهم امين ...... اللهم امين ...... اللهم امين ...... ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ۔

(روداد جلسہ خلافت جوبلی 1939ء صفحہ 9 تا 24)

خدا کرے کہ ہم اس جھنڈے کی ہر لحاظ سے حفاظت کرنے والے ہوں۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

شذرات

ملکی و غیر ملکی اخبارات و رسائل سے

سبز اور سرخ ''کاٹھی'' کا مسئلہ!

معروف کالم نگار جناب عطاء الحق قاسمی صاحب لکھتے ہیں کہ :۔

''اسلام پسندوں'' اور ''ترقی پسندوں'' میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اپنی نظریاتی شدت پسندی کی وجہ سے پاکستان کو دل سے قبول نہیں کر پایا۔ مجھے یاد ہے جب سقوطِ مشرقی پاکستان کے سانحہ سے پاکستانی قوم کے دل زخمی تھے، ٹی ہاؤس کی بالائی منزل پر اسی قماش کے لیفٹسٹوں کے ایک اجلاس میں پاکستان ٹوٹنے کا جشن منایا جارہا تھا۔ ان لمحوں میں لوگوں نے ظہیر کاشمیری کو جھومتے جھامتے ٹی ہاؤس کی سیڑھیاں چڑھتے دیکھا اور پھر انہوں نے ان احمقوں کی طرف اشارہ کر کے کہا ''لوگو! ان کے چہرے پہچان لو یہ تمہارے دوست نہیں ہیں۔'' اس پر ایک کامریڈ خاتون نے ظہیر کاشمیری کو مخاطب کیا اور کہا ''ظہیر صاحب! آپ خاموشی سے بیٹھ جائیں'' جس پر اس سکہ بند انقلابی شاعر نے جواب دیا ''میں نے تو اس وقت بھی تمہاری کسی بات کو سنجیدگی سے نہیں لیا تھا جب تم بالغ تھیں، اب جبکہ تم دوبارہ نابالغی کی عمر میں داخل ہو رہی ہو، میں تمہاری کہاں سنوں گا؟'' اسی طرح انہی دنوں میں نے سقوطِ ڈھاکہ کے حوالے سے بعض ''اسلام پسندوں'' کو یہ کہتے اور بغلیں بجاتے دیکھا کہ ''ہمارے بزرگوں نے تو پہلے ہی فرما دیا تھا کہ یہ ملک قائم نہیں رہے گا!'' مگر ان کو کاؤنٹر کرنے والے بھی بہر حال ''اسلام پسند'' ہی تھے۔ ...... (روزنامہ جنگ 15 ر اگست 2010ء)

ملکی حالات پر ہر پاکستانی پریشان ہے

جناب سلیم یزدانی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ :۔

''آج ہر دردمند دل رکھنے والا پاکستانی ایک دوسرے کی شکل دیکھ رہا ہے کہ کیسی آفتِ آسمانی نے چاروں طرف سے آ کر گھیرا ہے اور جو ان کی مدد کر سکتے ہیں وہ ہاتھوں پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ ہمارے سیاست دان 63 سال سے نفرت کی، تعصب کی اور نسل پرستی کی جو فصل بو رہے تھے وہ اب کاٹنی پڑ رہی ہے۔ لوگ گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ ایک دوسرے پر اعتبار نہیں کر رہے، سیاست دان اس المناک واقعے پر بھی متعصبانہ سوچ کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ رہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر وہ مدد کے لئے آگے آئیں گے تو مدد مستحقین کو نہیں پہنچے گی۔ بے ایمان اور بد دیانت و کرپٹ لوگ اسے بیچ میں سے اڑا لیں گے۔ آج کا معاشرہ انتشار کا منظر نامہ ہے، ہر طرف ٹکراؤ کا سماں ہے۔ حکومت اور عدلیہ میں ٹکراؤ، میڈیا اور حکومت میں ٹکراؤ، عوام کا عوام سے ٹکراؤ......... پاکستان کے چاروں صوبے آسمانی آفت سے متاثر ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں کم تباہی آئی ہے لیکن

ان کے لئے یہ تباہی بھی بہت زیادہ ہے ۔سندھ میں سیلاب بلاخیز تباہی مچا رہا ہے ۔پنجاب میں جانی و مالی نقصان کیا کم ہوا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ خیبر پختونخوا کو سیلابی عذاب نے ایسا شدید نقصان پہنچایا ہے کہ اس تباہی کے بارے میں سوچا بھی نہیں جاسکتا۔پاکستان میں 1200 افراد سیلابی قیامت سے ہلاک ہو چکے ہیں ۔تین لاکھ سے زیادہ گھر تباہ ہو گئے ،ڈیڑھ کروڑ افراد متاثر ہوئے ہیں''۔ (روزنامہ جنگ 15/ اگست 2010ء)

دہشت گردی کا خاتمہ ایک قوم ہونے میں ہے!

اس عنوان کے تحت مختار احمد بٹ صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ دہشت گردی پر ملک دو حصوں میں بٹا ہوا ہے اور کچھ جماعتوں کا اس حوالے سے الگ نقطہ نظر ہے جب کہ زمینی حقائق اس بات کے متقاضی ہیں کہ قطع نظر اس کے کہ سیاسی جماعتوں ،مذہبی جماعتوں مختلف تنظیموں کا کیا ایجنڈا ہے اس مسئلے پر سب کو ایک ہو کر سوچنا پڑے گا۔یہ عجیب صورتحال ہے کہ آگ ہمارے گھر کے اندر داخل ہو چکی ہے۔سب اپنی اپنی سیاسی دکان سجانے میں مصروف ہیں اور ہمارے بیشتر سیاستدان غیر ضروری مسئلوں میں الجھے ہوئے ہیں۔اپنا سارا وقت اور توانائیاں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں ضائع کر رہے ہیں.........ابھی داتا دربار کا غم تازہ تھا کہ مہمند ایجنسی میں خودکش دھماکہ ہوا جس میں 102 افراد جاں بحق ہوئے۔آخر ہم کب تک جنازے اُٹھاتے رہیں گے۔ جتنے بھی خودکش دھماکے ہوئے ہیں اگر وزیر داخلہ کے بیانات سامنے رکھیں تو زیادہ تر ان حملوں کی کڑیاں کالعدم تنظیموں سے جا کر ملتی ہیں۔اگر یہ درست ہے تو پھر حکومت کیوں سوئی ہوئی ہے؟ جب کہ حکومت اور ملک کی مختلف انٹیلی جنس ایجنسیوں کے پاس ان سب کے بارہ میں مکمل معلومات موجود ہیں پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ہم نے انہیں آزاد چھوڑا ہوا ہے۔یہ کریک ڈاؤن جو اب شروع ہوا ہے دو سال پہلے بھی ہو سکتا تھا؟ کیا ہم احمدیوں کی عبادت گاہ اور داتا دربار پر حملے کا انتظار کر رہے تھے؟...... ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کی تمام سیاسی جماعتیں،مختلف تنظیمیں اس مسئلے پر ایک ہو جائیں۔یہ سب کا مسئلہ ہے پورے ملک کا مسئلہ ہے''۔ (روزنامہ جنگ لاہور 20/ جولائی 2010ء)

مولانا محمود احمد مدنی سے انٹرویو!

کالم ''روزنِ دیوار سے'' کے تحت عطاالحق قاسمی صاحب لکھتے ہیں:۔

''دارالعلوم دیوبند کے موجودہ مہتمم اور مولانا حسین احمد مدنی کے پوتے مولانا محمود مدنی نے ایک بار پھر اپنے بزرگوں کا مؤقف دہراتے ہوئے پاکستان کے بارہ میں گل افشانی کی ہے ان کی یہ گل افشانی پاکستان کے ایک ٹی وی چینل کے نوجوان اینکر کے ذریعے پاکستانی ناظرین تک پہنچی ہے.....مولانا مدنی تمام انٹرویو کے دوران بھارتی حکومت کے ترجمان کا فریضہ انجام دیتے رہے چنانچہ ہر مسئلے پر ان کا نقطہ نظر وہی تھا جو بھارت کی وزارت خارجہ کا ہے،حتیٰ کہ عالم دین ہوتے ہوئے بھی انہوں نے کشمیر کے بارے میں بعض آزاد خیال ہندو دانشوروں ایسی حوصلہ مندی کا مظاہرہ ہی نہیں کیا بلکہ فرمایا تو یہ کہ کشمیر کی آزادی بھارتی مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہے۔اس حوالے سے وہ نہ تو یو این او کی قراردادوں کو خاطر میں لائے اور نہ دنیا بھر میں تسلیم شدہ قوموں کا حق خود ارادیت انہیں یاد آیا۔مولانا تاریخی حقائق سے بھی بالکل بے خبر تھے،انہوں نے یہ مضحکہ خیز بیان بھی دیا کہ غیر مسلم اقلیتی علاقوں میں رہنے والے مسلمانوں نے مسلم لیگ کے قیام پاکستان کے مطالبے کی

حمایت نہیں کی.....مولانا محمود مدنی کا یہ بیان کہ برصغیر کی تقسیم مسلمانوں کی تقسیم تھی دراصل برصغیر کے مسلمانوں کو گالی دینے کے مترادف ہے کیونکہ اس ''تقسیم'' کے ''مجرم'' برصغیر خصوصاً مسلم اقلیتی علاقوں کے مسلمان خود تھے.....مولانا اور ان کے ہم نواؤں کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے ان کی جماعت کو مکمل طور پر رد کر دیا تھا چنانچہ اب وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ جنگ کے بعد کا مکا ہے جو اپنی توانائیوں کو ضائع کرنے کے مترادف ہے''۔ (روزنامہ جنگ لاہور 22 ؍جولائی 2010ء)

قدرتی آفت اور قومی رویہ

''قدرتی آفت اور قومی رویہ'' کے عنوان کے تحت فرح ناز اصفہانی صاحبہ لکھتی ہیں:۔

''دنیا نے اس بڑے پیمانے پر ہونے والی تباہ کاریاں پہلے کبھی نہیں دیکھیں۔جس کے نتیجے میں ہزاروں افراد ہلاک، زخمی اور لاکھوں افراد اپنے اپنے گھروں سے محروم ہو گئے ہیں۔یہ بدترین انسانی بحران ہے۔جس کا مشاہدہ ہماری موجودہ دنیا کر رہی ہے۔جس نے بیس ملین افراد کو متاثر کیا ہے۔سیلاب ہمارے دیہات، گاؤں اور شہروں کو اپنے ساتھ بہا کے لے گیا ہے، سڑکیں تباہ ہو چکی ہیں، پل ٹوٹ گئے ہیں۔ہمارے سکول، کالج، ہسپتال بھی اس سیلاب کی تباہی سے نہیں بچ سکے ہیں۔ہماری زرخیز زمینیں زیر آب آ چکی ہیں اور ہمارے بنیادی ڈھانچے کو سیلاب کی تباہ کاریوں کے نتیجے میں شدید نقصان پہنچا ہے۔

ہم وطن پاکستانیوں کی آنکھوں میں آنسو ہیں اور ان کے دل بدنصیب متاثرین کے مصائب اور مشکلات کو دیکھ کر درد میں مبتلا ہیں۔اس المناک صورتحال کا مقابلہ کرنے کی غرض سے معاشرے کے تمام طبقوں کو آگے بڑھ کر اور مل جل کر ان متاثرہ خاندانوں کی ہر ممکن مدد کرنی چاہئے۔ہمارے بھائی اور بہنیں سر چھپانے کی جگہ خوراک اور ادویات کے شدید ضرورت مند ہیں۔چلا چلا کر ہم سے مدد طلب کر رہی ہیں۔

''میں نے اس سے پہلے بھی قدرتی آفات کے کئی مناظر دیکھ رکھے ہیں۔لیکن ایسا منظر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔اس قدرتی ناگہانی آفت نے بہت بڑے پیمانے پر تباہی و بربادی پھیلائی ہے کہ بے شمار افراد بے شمار جگہوں پر ضروریات زندگی کے لئے ترس رہے ہیں۔ہر دس پاکستانی باشندوں میں سے ایک بلاواسطہ یا بالواسطہ اس سیلاب کی تباہ کاریوں سے متاثر ہوا ہے۔میرا خیال ہے کہ 20 ملین افراد تو ضرور متاثر ہوئے ہوں گے۔'' اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون نے سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان کئے تھے''۔

(روزنامہ جنگ لاہور 23 ؍اگست 2010ء)

لاش کو پھانسی یا ماحول میں تبدیلی؟

معروف کالم نگار حسن نثار اپنے کالم چوراہا میں بعنوان ''لاش کو پھانسی یا ماحول میں تبدیلی؟'' کے تحت تحریر کرتے ہیں:۔

''عجیب بات کی ہے کہ حکومتی وکیل نے 18 ویں آئینی ترمیم کے خلاف سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران وفاق کے وکیل نے بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی کہا کہ اگر ضیاء الحق کو قبر سے نکال کر پھانسی پر لٹکا دیا گیا ہوتا تو پرویز مشرف کو آئین شکنی کی جرأت نہ ہوتی۔جرأت ہوتی یا نہ ہوتی یہ تو بعد کی بات ہے اصل بات یہ کہ ضیاء الحق کی قبر سے اس کی لاش نکالی ہی نہیں

جا سکتی تو اسے پھانسی پر کیسے لٹکایا جا سکتا ہے کیونکہ ضیاء الحق کی قبر میں تو ضیاء الحق ہے ہی نہیں، علامتی زبان میں بات کریں تو ضیاء الحق ٹوپی، چھڑی، جبڑے کے علاوہ اور تھا بھی کچھ نہیں لیکن بہر حال وہ لاش قبر میں موجود ہے جس کے ساتھ وہ سلوک کیا جا سکے جو بنوعباس نے بنواُمیہ کے خلفاء کی لاشوں کے ساتھ کیا تھا کہ قبروں سے نکال کر جلا دی گئی یا چوراہوں میں لٹکا دی گئیں۔ضیاء الحق کے ساتھ ابھی تک ''انصاف'' نہیں ہوا۔کسی سنجیدہ غیر متعصب اور جینوئن مؤرخ کو چاہئے کہ قلم اُٹھائے اور قوم کو بتائے کہ ضیاء الحق اس قوم اور ملک کے لئے بڑا عذاب تھا اور اس کے گیارہ سال کس طرح قوم کو گیارہ سو سال پیچھے ڈال گئے تھے۔لوگ اس کی احسان فراموشی، سنگ دلی، منافقت، کوڑوں اور پھانسیوں کو روتے ہیں حالانکہ جس طرح اس نے اس معاشرے کی دھجیاں اُڑائیں، اسے مسخ کیا اور کوڑھ میں مبتلا کیا، وہ اسی کا کام تھا۔وہ زندگی میں جو دکھائی دیتا تھا ویسا ہرگز نہ تھا۔جیسے آج اس کی قبر میں وہ خود موجود ہی نہیں کہ وہ تو بستی لال کمال کی خاک میں راکھ ہو گیا۔اک اور ہولناک حقیقت پر غور کریں کہ اس کا جنازہ کتنا بڑا تھا لیکن پھر بتدریج اس کی برسیاں سکڑتے سکڑتے صفر ہو کر معدوم ہو گئیں''۔

(روزنامہ جنگ 17/اگست 2010ء)

غزل

عہد وفا ہے جان پہ اک فرض اب تلک
مجھ سے ادا نہ ہو سکا یہ فرض اب تلک

ہو اذن گر تو اپنے بھی لہجے میں کچھ کہوں
اپنا رہا تھا آپ کی میں طرز اب تلک

گونگے ہیں لفظ بات میں مطلب نہیں کوئی
میں کر سکا ہوں آپ سے نہ عرض اب تلک

چومے ہیں اس نے صاحب لولاک کے قدم
اٹھلا رہی ہے ناز سے وہ ارض اب تلک

شاید مجھے نصیب ہو ساقی کی اک جھلک
میں ڈھونڈتا ہوں میکدے میں درز اب تلک

رہزن بنے جو ہمسفر منزل انہیں ملی
میں ناپتا ہوں طول کبھی عرض اب تلک

درد فراق یار بھی بھانے لگا ہے کچھ
پیچھے لگا ہے عشق کا بھی مرض اب تلک

دہلیز سے ہے آپ کی طاہر لگا کھڑا
جھک جھک کے کر رہا ہے کوئی عرض اب تلک

(مکرم طاہر عارف صاحب)

اخبار مجالس

﴿قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان﴾

میڈیکل کیمپس

گرین ٹاؤن لاہور:۔ اگست میں وبائی امراض کی ادویات کے پیکٹ تیار کر کے 25 گھروں میں تقسیم کئے گئے۔
رچناٹاؤن لاہور:۔ 15/اگست کو میڈیکل کیمپ لگایا گیا 75 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
گلشن پارک لاہور:۔ اگست میں 4 میڈیکل کیمپ لگائے 163 مریض مستفید ہوئے 463 مریضوں کو بھی انفرادی طور پر ادویات دی گئیں۔
گوالمنڈی لاہور:۔ 26/اگست کو گوالمنڈی میں میڈیکل کیمپ میں 72 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
کوٹ لکھپت لاہور:۔ 21/اگست کو سرویا گارڈن میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا 22 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
جوہر ٹاؤن لاہور:۔ ماہ اگست میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا 27 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
گرین ٹاؤن لاہور:۔ ماہ اگست میں 4 میڈیکل کیمپ منعقد کر کے 440 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
بھاٹی گیٹ لاہور:۔ ہر اتوار کو میڈیکل کیمپ منعقد کیا جاتا ہے ماہ اگست میں 112 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
شاہدرہ ٹاؤن لاہور:۔ 15/اگست کو راوی کلفٹن میں میڈیکل کیمپ کے ذریعے 80 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
عمبر کالونی کراچی:۔ ماہ اگست کے میڈیکل کیمپ سے 18 مریض مستفید ہوئے۔
عزیز آباد کراچی:۔ 4 ڈاکٹر صاحبان اپنے اپنے کلینک پر مستحق مریضوں کا مفت علاج کرتے ہیں ماہ اگست کے دوران 70 مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔
النور کراچی:۔ 25/اگست کو گلشن معمار کے قریب میڈیکل کیمپ میں 70 مریضوں کا علاج ہوا۔
مارٹن روڈ کراچی:۔ مارٹن روڈ نے اپنی فضل عمر ڈسپنسری میں 2 کیمپ لگائے 212 مریضوں کو ادویات دیں۔
ڈرگ کالونی کراچی:۔ ماہ اگست میں میڈیکل کیمپ لگا کر 207 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔
ماڈل ٹاؤن کراچی:۔ ماہ اگست میں 4 میڈیکل کیمپ ملیر توسیع کالونی میں لگائے 803 مریضوں نے استفادہ کیا۔
ماڈل کالونی کراچی:۔ اگست میں 4 فری ہومیوپیتھی میڈیکل کیمپ لگائے گئے سینکڑوں مریضوں نے استفادہ کیا۔
النور راولپنڈی:۔ ہیضہ اور لو لگنے کی ہومیوپیتھی نسخہ کی 100-100 شیشیاں تیار کر کے تقسیم کی گئیں۔
دارالذکر فیصل آباد:۔ ناصر فری ڈسپنسری میں اوسطاً 100 مریضوں کو ہر ماہ مفت ادویات دی جاتی ہیں مدینہ ٹاؤن میں میڈیکل کیمپ سے 35 مریض مستفید ہوئے۔
فضل عمر فیصل آباد:۔ 8/اگست کو میڈیکل کیمپ بمقام چک 224 رب سے 80 مریض مستفید ہوئے۔
دارالنور فیصل آباد: ماہ اگست میں بمقام ٹبی سرور آباد میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا 60 مریض مستفید ہوئے۔

کریم نگر فیصل آباد:۔ 22/اگست کو فیصل لیبارٹری بالمقابل الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ہیپاٹائیٹس کے فری میڈیکل کیمپ میں 40 مریضوں کا فری ٹیسٹ کیا گیا اور دو روز بعد تمام مریضوں کو کمپیوٹرائزڈ رپورٹس دی گئیں۔

سیالکوٹ شہر:۔ ماہ اگست میں میڈیکل کیمپ لگا کر 79 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

ضلع حافظ آباد: 15/اگست اور 29/اگست کو دو میڈیکل کیمپ لگائے گئے 106 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

وقار عمل

کریم نگر فیصل آباد:۔ بیت الحمد اور اس کے اطراف کی گلیوں کو بھی صاف کیا گیا 43 انصار نے شمولیت کی۔

دارالنور فیصل آباد: 22/اگست بمقام کھووال قبرستان قبور پر مٹی ڈالی اور صفائی کی گئی 21 انصار نے حصہ لیا۔

گلشن پارک لاہور :۔ 14/اگست یوم پاکستان کے موقع پر ہر گھرانے نے اپنے اپنے گھروں کے سامنے صفائی کی 85 انصار، 49 خدام، 41 اطفال نے حصہ لیا۔

شالامار ٹاؤن لاہور:۔ ماہ اگست میں مقامی پبلک پارک میں صفائی کی گئی۔ 37 انصار شامل ہوئے۔

سلطان پورہ لاہور:۔ ماہ اگست میں 85 انصار نے اپنے گھروں کے سامنے صفائی کی اور پانی کا چھڑکاؤ بھی کیا۔

علی پور چٹھہ:۔ نماز سنٹر کے کمروں سے بارش کا جمع شدہ پانی اور کیچڑ نکال کر صفائی کی گئی۔

منڈی بہاؤالدین شہر:۔ مجلس انصاراللہ منڈی بہاؤالدین شہر کے ایک ناصر نے دو خدام اور اپنے ایک ملازم کی مدد سے شہر کے 10 سپیڈ بریکرز کو دو راتوں میں دھاریدار پینٹ کیا۔

ریفریشر کورس

ضلع حافظ آباد:۔ ماہ اگست 2010ء کے دوران مکرم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب ناظم ضلع کی زیر صدارت تین ریفریشر کورسز منعقد ہوئے۔ 15/اگست بمقام حافظ آباد حاضری عہدیداران 17، دوسرا 27/اگست بمقام اونچا مانگٹ حاضری عہدیداران 10، اور تیسرا ریفریشر کورس 27/اگست بمقام کڑیالہ حاضری عہدیداران 3 رہی۔

پکنک اور ورزشی مقابلہ جات

انصاراللہ ربوہ:۔ ماہ اگست میں بیوت الحمد پارک میں دو حلقہ جات نے پکنک منائی 35 انصار شامل ہوئے۔ ایک حلقہ نے کلو جمیعاً کیا 12 انصار نے شمولیت کی۔

فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور:۔ دس (10) انصار نے مقبرہ نور جہاں کے مقام پر پکنک کی۔

دارالنور فیصل آباد :۔ 22/اگست 2010ء بیت الحبیب گلستان کالونی ''عطیہ چشم'' کے موضوع پر ڈاکٹر طاہر احمد صاحب نے لیکچر دیا۔ انہوں نے موسم گرما کی مناسبت سے احتیاطی تدابیر بھی بیان کیں۔ اور گلستان کالونی کے مقام پر پکنک ہوئی 26 انصار نے شمولیت کی۔

گرین ٹاؤن لاہور:۔ ماہ اگست میں گولا پھینکنا اور تھالی پھینکنے کے مقابلے ہوئے 15 انصار شامل ہوئے۔

دارالنور فیصل آباد:۔ 19 ستمبر 2010ء کو بمقام کھووال پکنک منائی گئی۔ ڈاکٹر طاہر احمد صاحب نے ''ورزش کے فوائد'' پر لیکچر دیا۔ زعیم اعلیٰ چوہدری فرید احمد صاحب نے ''محنت کی عادت'' کے موضوع پر تقریر کی عمدہ لطائف اور اشعار کا

تبادلہ بھی ہوا۔

شعبہ ایثار

ماڈل کالونی کراچی۔ 12 تا 31 اگست 2010ء مستحق بھائیوں کو عید کی خوشیوں میں شامل کرنے کے لئے انصار بھائیوں نے 26 جوڑے کپڑے، 10 گھروں میں راشن اور بارہ ہزار روپے نقدی تقسیم کی۔

حالیہ سیلاب میں انصاراللہ پاکستان کی خدمات

26 تا 29 / اگست کو قائد صاحب عمومی کی نگرانی میں ایک میڈیکل ٹیم بھجوائی گئی جس میں ڈاکٹر ابرار احمد صاحب ،ڈاکٹر وسیم احمد صاحب اور ان کے معاونین میں مکرم شیراز احمد اور قاصد احمد شامل تھے۔ان ایام میں 1637 مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں۔عید الفطر کے موقع پر متاثرین سیلاب ضلع مظفر گڑھ کو پارچات اور بچوں کو عید گفٹ پیکس دینے کے لئے مکرم چوہدری عطاء الرحمان محمود صاحب قائد عمومی اور مکرم محمد پرویز خالد صاحب میڈیکل اسسٹنٹ کے ہمراہ دورہ پر گئے۔ یہ دورہ مظفر گڑھ کی جماعتوں چک نمبر 151/ML ـ 604/TDA، بیٹ دریائی، بیت ناصر آباد، مسرور نگر اور حسن آباد میں گیا۔ جہاں عید گفٹ کے ساتھ ساتھ 422 مریضوں کو ادویات بھی دی گئیں۔سیلاب کے باعث بیت حسین آباد سے بیت ناصر آباد تک کا 3 کلومیٹر کا فاصلہ گڑھے بن جانے کی وجہ سے پیدل چلنا تو مشکل تھا ایمبولنس بھی نہیں جا سکتی تھی چنانچہ ٹریکٹر ٹرالی کے ذریعہ ایک گھنٹہ میں بیت ناصر آباد پہنچے۔اسی طرح ایک جماعت کے راستہ میں سڑک پر 3-3 فٹ پانی کھڑا تھا۔وہاں بھی ایمبولنس نہیں جا سکتی تھی چنانچہ دو ٹریکٹر ٹرالیاں منگوا کر سامان اور ممبران سوار ہو کر متاثرہ جماعت تک پہنچے۔غیر از جماعت لوگوں کا کہنا تھا کہ احمدیوں کی دوائیوں میں شفا اور تاثیر ہے۔اور اس سے ہمارے مریضوں کو جلدی آرام آجاتا ہے۔نیز یہ کہ آپ لوگ ہی اس مشکل گھڑی میں ہم تک پہنچے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

ضروری اعلان برائے خریداران

خریداران وایجنٹ حضرات کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ماہ نومبر و دسمبر کا اکٹھا شمارہ خصوصی نمبر کی صورت میں شائع ہوگا۔یہ خصوصی شمارہ صرف ان خریداران کو بھجوایا جائے گا جن کا دسمبر 2010ء تک کا چندہ جمع ہو چکا ہے بقایا داران کو رسالہ نہیں ارسال کیا جائے گا لہذا بقایا داران اپنا چندہ جلد جمع کروائیں نیز خریداران حضرات سے گزارش ہے کہ وہ سال 2011ء کا پیشگی چندہ بھی جلد ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر ماہنامہ انصاراللہ)

انصار اللہ

2010-1960

مدیران ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

مسعود احمد خان دہلوی صاحب
(مدیر اول)
نومبر 1960ء تا 1973ء

مولانا غلام باری سیف صاحب
1974ء تا مارچ 1977ء
اگست 1980ء تا نومبر 1985ء

سید عبدالحیٔ شاہ صاحب
اپریل 1977ء تا 1979ء
نومبر 1985ء تا جنوری 1986ء

پروفیسر ناصر احمد پرواز ی صاحب
جنوری تا اپریل 1980ء

سید کمال یوسف صاحب
دسمبر 1979ء و مئی 1980ء

صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب
جون جولائی 1980ء

مرزا محمد الدین ناز صاحب
فروری 1986ء تا 1993ء

نصر اللہ خان ناصر صاحب
1994ء تا 2004ء

سید مبشر احمد ایاز صاحب
جنوری 2005ء تا 2006ء

نصیر احمد انجم صاحب
فروری 2006ء تا دسمبر 2009ء

محمد محمود طاہر صاحب
جنوری 2010ء تا حال

مینجر ماہنامہ انصار اللہ

چوہدری محمد ابراہیم صاحب
1960ء تا 1997ء

عبدالمنان کوثر صاحب
1998ء تا حال

دفاتر انصاراللہ پاکستان ربوہ

گیسٹ ہاؤس انصاراللہ پاکستان ربوہ

سرائے ناصر 2

سرائے ناصر 3

سرائے ناصر 1